بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 48

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ۔ منصور احمد

Postal Registration No: P/GDP-23

22/29 ذیقعدہ 1419 ہجری
11/18 امان 1378 ہش 11/18 مارچ 1999ء

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

شمارہ 10/11

مسیح موعود نمبر

شرح چندہ
سالانہ-/150روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈیا40ڈالرامریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10پونڈیا20ڈالرامریکن

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دُنیا میں بھیجا گیا ہوں" {مسیح موعود}

(الوصیت صفحہ 11-10)

حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

آپ کے ہی مبارک الفاظ میں

"یہ عاجز تو محض اِس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچادے کہ دُنیا کے مذاہبِ موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآنِ کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہے" (حجۃ الاسلام صفحہ ۱۲)

"اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اِس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اِسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خُدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳)

"مجھے خدا تعالیٰ نے اِس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کیلئے بھیجا ہے تاکہ میں اِس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور اُن تمام دُشمنوں کو جو اِسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں"۔

(برکات الدّعا صفحہ ۳۴)

"اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دِکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ اِس مبارک زمانہ میں چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۳۲)

"خداوند تعالیٰ نے اِس احقر عباد کو اِس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت اُن پر پوری کرے"۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۹۶)

"زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ مُلْہَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ مُلْہِم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دُنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

"میں صرف اِسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں۔ اور محض محبت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دُعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے جو کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔ ۔۔۔ اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیا ﷺ تجھ کو ملا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۵)

"صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے"۔ (براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۷)

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لُباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا۔ ۔۔۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹)

"آخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو میں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے"۔ (لیکچر سیالکوٹ مطبوعہ ۱۹۰۴)

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور جیسا کہ میں قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷۔ ۸ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان:

"گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے"۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت رابعہ کا مبارک دور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سو سال بعد ٹھیک اس سال شروع ہوا جس میں آپؑ نے دعویٰ ماموریت فرمایا تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1882 میں دعویٰ ماموریت فرمایا تھا اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خداوند قدیر نے 1982ء میں رداء خلافت سے سر فراز فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف جماعت احمدیہ کا بچہ بچہ بلکہ دشمنانِ احمدیت بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ گزشتہ سو سال میں سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو پیشگوئیاں عطا فرمائی تھیں وہ کہیں بڑھ کر نہایت عظیم الشان رنگ میں اس دور میں پوری ہو رہی ہیں آپ 1882ء کو 1982 سے ملائیں 1892ء کو 1992ء سے ملائیں اور 1898 کو 1998 سے ملا کر دیکھ لیں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سو سال کے وعدہ کو اس قدر بھرپور رنگ میں برکتوں سے مالامال کر دیا ہے کہ ایک دُنیا حیران و ششدر ہے۔

سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر سال جلسہ سالانہ برطانیہ کے خطابات میں اور بعض دفعہ سال کے شروع خطبہ جمعہ میں یہ ایمان افروز تذکرہ فرماتے ہیں۔ مثلاً حضور انور نے فرمایا کہ 1897ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" فرمایا کئی سال متواتر یہ الہام ہوتا رہا اور ہر سال ایک نئی شان سے پورا ہوا ہے اور آج کی جو صدی گزری ہے اس کو ان سالوں سے موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے سو سال پہلے جو 1897ء میں الہام ہوا تھا 1997ء میں اس نے جماعت کی تبلیغ کو پھیلانے کے نئے انتظام کر دئے پھر یہی الہام 1898ء میں بھی ہؤا حضور نے فرمایا اس نے بھی نئے سامان پیدا کئے ہیں اور انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ ہماری طاقت اور اختیار میں تھا ہی نہیں کہ ایسے سامان کر سکتے چنانچہ 1898ء میں اللہ نے ایم ٹی اے کے نظام کو اس قدر وسعت عطا کی کہ اس سال دنیا کے وہ خطے بھی ایم ٹی اے کی نعمت سے فیضیاب ہونے شروع ہو گئے جو پہلے محروم تھے مثلاً پہلے جاپان انڈونیشیا کے بہت سے حصے ملائیشیا اور فجی آئی لینڈ اور نیوزی لینڈ یہ ایم ٹی اے سے براہ راست استفادہ نہیں کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے 1898ء میں نہایت شدت سے ہونے والے الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی برکت سے ایم ٹی اے کی نشریات کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ (تلخیص از خطبہ جمعہ یکم جنوری 1999)

یاد رہے کہ ایم ٹی اے کا مبارک آغاز 1994ء میں ہوا تھا اور یہ وہ سال ہے کہ ٹھیک سو سال پہلے 1894ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت عظیم الشان آسمانی نشان کسوف و خسوف عطا فرمایا تھا اور سو سال بعد 1994 میں M.T.A کی شکل میں آسمانی برکت نازل فرمائی۔

جہاں تک 1999ء کا سال ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ آج سے سو سال قبل 1899ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائی ہیں وہ انشاء اللہ اس سال اپنی شان کے ساتھ پوری ہوں گی۔ حضور انور نے اپنے یکم جنوری کے خطبہ جمعہ میں 1999ء کی بعض بشارات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ۔

"مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔"

حضور انور نے فرمایا کہ سو سال قبل ہونے والا مذکورہ الہام یہ واضح کرتا ہے کہ اب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جلال والی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے فرمایا "مبشروں کا زوال نہیں ہوتا" میں آج کے داعیان الی اللہ کے لئے عظیم الشان خوشخبری ہے۔ اب اللہ انہیں عظیم الشان فتوحات عطا فرمانے والا ہے۔ فرمایا۔

> "آپ حیران ہوں گے یہ موازنہ کر کے کہ سو سال پہلے جس سال مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی الہام ہوا بعینہ اسی سال خدا تعالیٰ نے اس صدی میں ہمارے سامنے اس کے پورا ہونے کے عظیم الشان ذرائع مہیا فرما دئے۔ اور عظیم الشان طریق پر اُسے پورا کر دیا"۔

(خطبہ جمعہ یکم جنوری 1999ء)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ انشاء اللہ آمدہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر آپ 1899 کی عظیم الشان پیشگوئیوں اور 1999ء میں ان کے ایمان افروز رنگ میں پورا ہونے کا ایمان افروز تذکرہ فرمائیں گے۔

فی الحال مذکورہ الہامات "مبشروں کا زوال نہیں ہوتا اور گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے" کا ذکر کر کے اس قدر عرض کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے جو جو بھی اپنی دینی و دنیاوی ترقی چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی انفرادی زندگی زوال کا شکار نہ ہو تو وہ مبشرین کی جماعت میں شامل ہو جائے وہ اس جماعت میں شامل ہو کر دین و دنیا سنوار لے جن کے مقدر میں زوال نہیں ہے۔ پس جماعت کے ہر فرد کو اب تبشیر اور دعوت الی اللہ کے کام میں آگے بڑھنا چاہئے اس لئے کہ اب اللہ کے گورنر جنرل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان تبشیری و انذاری پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت نہ صرف قریب بلکہ دروازے پر ہے۔

اس موقعہ پر ایک ایمان افروز بات اور پیش کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1899ء میں اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا نشان طلب فرمایا تھا جس کیلئے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی تھی کہ وہ تین سال کے اندر اندر یعنی 1902ء تک ظاہر ہو اور ایسے نشان کے متعلق اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ نشان ایسا ہو جس کا انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں سے کچھ تعلق نہ ہو تا کہ کوئی دشمن اس کو انسانی منصوبہ نہ قرار دے سکے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس علیہ السلام کی اس دُعا کو اس طرح قبول فرمایا کہ مارچ 1902ء میں ملک میں ایسی بھیانک طاعون پھوٹی جن کو انسانی ہاتھوں اور تدبیروں سے کچھ دخل نہ تھا۔ لاکھوں لوگ موت کا شکار ہوئے دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرما دیا کہ جو تیرے گھر کی چار دیواری میں رہے گا وہ طاعون سے محفوظ رہے گا چنانچہ ایک دنیا شاہد ہے کہ اس خوفناک بیماری سے نہ صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام محفوظ رہے بلکہ آپ کے تمام متبعین جو تقویٰ کے زیور سے آراستہ تھے اس بیماری سے ٹیکہ لگانے کے بغیر محفوظ رہے۔

اِدھر آج کے دور میں بھی حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ ایک قسم کی طاعون یعنی ایڈز نہایت خوفناک رنگ میں اگلی صدی کے شروع میں ظاہر ہو گی۔ پہلے تو حضور نے یہ اعلان مسندِ خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے 1976ء میں اس وقت فرما دیا تھا جبکہ ابھی ایڈز کے نام سے بھی دنیا واقف نہ تھی۔

(رسالہ الفرقان ربوہ)

اب پھر مسلسل 1996 سے حضور اس طرف تمام دُنیا کو توجہ دلا رہے ہیں چنانچہ 26 جنوری 1998ء کے درس القرآن میں آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اگلی صدی کے شروع تک جنگوں کے بعد دُنیا کی سب سے بڑی تباہی ایڈز یعنی ایک قسم کی طاعون کی شکل میں ظاہر ہو گی اور یہ سب اللہ کی تکذیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب اور مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کے نتیجہ میں ہو گا۔

قارئین غور فرمائیں کہ کس طرح سو سال بعد عین اُسی زمانہ میں حضرت امیر المومنین ایڈز کی شکل میں طاعون کے پھیلنے کے متعلق ذکر فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی جماعت کو تقویٰ و طہارت کی تلقین بھی فرما رہے ہیں۔

پس انذاری و تبشیری طور پر اس دور میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں نہایت شان سے دہرائی جارہی ہیں جو نہ صرف آپ کی عظیم الشان صداقت کی دلیل ہے بلکہ ہم افراد جماعت کیلئے ایک ایمان افروز روحانی غذا سے کم نہیں۔ پس مبشرین کیلئے نہ صرف ان کی لازوال روحانی زندگی کی بشارت ہے بلکہ یہ بھی بشارت ہے کہ خدا کی طرف سے مامور گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت بھی آچکا ہے!۔

(منیر احمد خادم)

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بے قرار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

خطبہ جمعہ

جماعت کی تربیت کے لئے آج کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۳ر فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۳ر تبلیغ ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

يٰاَيُّهَاالَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيكُم اَنْفُسَكُم ، لاَ يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُم.

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنْتُم تَعْمَلُون۔(سورۃ المآئدہ آیت۱۰۶)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مومنو! تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ یہ زور اپنے پر ہے۔ جب تم ہدایت پا جاؤ تو کسی کی گمراہی تم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے تمہیں آگاہ فرمائے گا۔

اس آیت کریمہ میں بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کی گمراہی کی فکر نہیں کرنی۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ قرآن کریم نے ایک ہی مضمون کے ہر پہلو کو بہت باریکی اور لطافت سے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص گمراہ ہو جائے، ایسے بھی ہیں جو سزا یافتہ ہیں، کچھ ایسے بھی ہیں جو عہدیدار ہیں لیکن ان میں کچھ نقائص بھی پائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق جماعتوں میں اکثر یہ سوال اٹھتا رہتا ہے اور گھومتا پھرتا ہے کہ فلاں شخص جو ہے وہ اس عہدے پر قائم ہے اور یہ نقائص رکھتا ہے، فلاں شخص کو بے وجہ سزا دے دی گئی اور وہ باہر نکل گیا حالانکہ وہ ایک مفید وجود تھا۔ اس قسم کے بہت سے وسوسے بعض جماعتوں میں گھومتے پھرتے ہیں اور اکثر جماعتوں کی اصلاح خدا تعالیٰ کے فضل سے ہو چکی ہے لیکن وقتاً فوقتاً یہ فتنے پھر بھی سر اٹھاتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں اس آیت کریمہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تمہیں اپنی پڑنی چاہئے، تمہیں پرائی سے کیا غرض۔ جہاں تک نقصان پہنچنے کا تعلق ہے وہ لوگ جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں، جن کو نکال دیا جاتا ہے، جو عہدوں کے باوجود اپنے کردار کی حفاظت نہیں کرتے وہ تمہارا نقصان نہیں کر سکتے پھر تمہیں کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اپنی فکر کرو اور اپنی فکر پہ اتنا زور ہے کہ فرمایا عَلَيكُم اَنْفُسَكُم یاد رکھو تم سے تمہارے متعلق پوچھا جائے گا، تم سے ان لوگوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ اپنی فکر میں پڑو یہ نہ ہو کہ تمہارے جتھے سارے کے سارے خدا کے نزدیک رد کر دیئے جائیں، جن جتھوں کا غرور لئے پھرتے ہو جس غرور میں ہمیشہ مخرجین کی تائید اور عامۃ الناس پہ یہ اثر کہ ہم اکٹھے ہیں، ہم دیکھو کتنے بڑے لوگ ہیں یہ بات پائی جاتی ہے۔

اس خطبے میں میرے ذہن میں خاص طور پر ایک ملک ہے جو سکینڈے نیویا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے پہلے میں بہت کوشش کر چکا ہوں کہ ان کے جتھے ٹوٹیں اور ان کو عقل آئے کہ ان میں سے ہر ایک نے خود مرنا ہے اور اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اور یہ جتھے اگر مخرجین کی تائید میں بنے ہوئے ہیں تو ایک کوڑی کا بھی فائدہ ان کو حاصل نہیں ہوگا۔ جواب دہی ان کی ہوگی۔ اگر یہاں نہیں تو مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد ہوگی۔ آج میں ان کا پول نہیں کھولنا چاہتا عمومی مضمون بیان کروں گا۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ ہر ایک کو میں لکھ دوں کیونکہ اب ان کے حالات برداشت سے باہر ہو چکے ہیں۔ مستقل، پرانی گانٹھیں ہیں جو ٹوٹنے میں نہیں آ رہیں اور غرور جتھے کا ہے اور وہ بدقسمت ملک جن میں جماعت سے عدم تعلق والے جتھے زیادہ ہیں اور فتنہ و فساد والے جتھے زیادہ ہیں اور نیک لوگ نسبتاً کم ہیں ان بے چاروں کو مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ دیکھو تمہیں ان کا جتھہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اگر ہزار میں سے تم دس بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری قدر فرمائے گا تو تم اتنے پریشان کیوں ہوتے ہو۔ جتھے بنتے ہیں بننے دو خدا توڑے گا، ان کے غرور اور تکبر کو وہ ضرور خاک میں ملائے گا اور یہ اپنے سوا اور کسی کا نقصان کر نہیں سکتے۔ یہ خوشخبری جب اللہ نے تمہیں دے دی ہے کہ تمہارا نقصان نہیں کر سکتے اور جواب دہ ضرور ہونگے تو پھر تمہیں کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ ہول میں مبتلا ہو کہ دیکھو ہمارا کیا بنا، ہم کتنے تھوڑے رہ گئے۔ اس بات کو بالکل ذہن سے نکال دیا جائے۔ اگر دس بھی ٹھیک ہیں تو وہ اللہ اور جماعت کی نظر میں وہی دس مقبول ہیں اور باقی سارے رد شدہ ہیں ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ ان کو علم ہی نہیں کہ دنیا میں کتنے بڑے بڑے انقلاب آ رہے ہیں۔ سینکڑوں جماعتیں، ہزاروں جماعتیں ہر سال ایسی بنتی ہیں جو کلیۃً فدا ہیں وہ بڑی بڑی جماعتیں جن میں جتھے تھے اب وہ مٹ مٹ کے، گھُل گھُل کے ان کا کچھ بھی وجود نہیں رہا اور اب وہ سمجھ چکے ہیں کہ وہ بے کار ہیں۔ جرمنی کا یہی حال تھا بڑی جتھہ بندیاں تھیں شروع میں۔ جب میں نے جرمنی کے معاملات میں دلچسپی لی خصوصیت کے ساتھ اور اللہ نے فضل فرمایا اور جرمنی کی جماعت کو از سر نو بیدار کرنا شروع کیا ہے تو اس وقت جتھے ہوتے تھے اور ہر جتھے کو یہ غرور تھا کہ ہم جتھے والے ہیں ہم پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ میں نے ان پر ہاتھ ڈالا، ان کو دکھایا کہ خلیفہ وقت کو اگر اللہ یہ سمجھائے کہ ہاتھ ڈالو تو وہ ڈالے گا اور تمہاری کوئی بھی حیثیت نہیں ہے، تمہارے تکبر خاک میں مل جائیں گے۔ یہی ہوا۔ سب جتھے تحلیل ہو گئے۔ اگر کہیں ہیں تو چھپے چھپے، دلوں میں گانٹھیں ہیں مگر بالعموم خدا تعالیٰ کے فضل سے ان ملکوں سے سب گندگی کا صفایا ہو گیا ہے۔

تو اگر کوئی ملک سمجھتا ہے کہ وہ بہت بڑا ہے اور مستغنی ہے تو میں آج اس کو متنبہ کر رہا ہوں۔ قرآن کریم کی یہ آیت مجھے تقویت دے رہی ہے اور ان سب خدا کے پاک بندوں کو تقویت دے رہی ہے جو تعداد میں تھوڑے ہونگے مگر جن کو جتھوں نے دبا ڈالا ہے۔ ہرگز دبنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے پاؤں پہ کھڑے ہوں۔ اور میرا ارادہ یہ ہے کہ ان کو پہلے خطوط کے ذریعہ ایک دفعہ متنبہ کر دوں، سمجھا دوں کہ آپ کی باتیں میری نظر میں ہیں۔ میں دورے بھی کر چکا ہوں، سمجھتا ہوں کون لوگ کتنے بڑے جتھے رکھتے ہیں، کتنا ان کو کس بات کا غرور ہے۔ لیکن میں آج کے خطبے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ اگر وہ باز نہ آئے تو آپ ان کا ذکر نہیں سنیں گے وہ مٹ گئے اور ختم ہو گئے۔ اور جماعت انہیں چند سے دوبارہ ترقی کرے گی جو چند خدا کے بندے جماعت میں موجود ہیں اور پاکباز ہیں اور نظام جماعت کا احترام کرنے والے ہیں۔ اب اپنے دلوں کو ٹٹول کر جنہوں نے دیکھنا ہے وہ دیکھ لیں لیکن میں بھی تحریری طور پر واضح تنبیہ کرنے والا ہوں۔ اور اس کے بعد وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کا خطبوں میں ذکر کیا جائے۔ اللہ ان سے خود نپٹے گا اور آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ جو بظاہر تعداد میں کم ہیں ان کے نکل جانے کے بعد ان میں بہت برکت پیدا ہوگی۔

یہ آیت کریمہ اس غرض سے میں نے تلاوت کی ہے اور اسی تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نصیحتیں بھی میں آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن اس کے علاوہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے اقتباسات ایسے ہیں جو ہر جمعے پہ میں ساتھ لاتا ہوں لیکن پوری طرح وقت نہیں ملتا کہ ان کو پڑھ کے سنایا جائے۔ سارے اقتباسات بہت اہم ہیں ان میں سے یہ مضمون بھی ملے گا جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے لیکن اور بھی بہت اہم مضامین ہیں۔ اور میرے نزدیک جماعت کی تربیت کے لئے آج کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے۔ اتنا گہرا اثر رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ، اس طرح دل کی گہرائی سے نکل کے دل کی گہرائی تک ڈوبتے ہیں اور ایک ایسے صاحب تجربہ کا کلام ہے جس کی بات میں ادنیٰ بھی جھوٹ یا ریاء کی ملونی نہیں ہے۔ ہر بات جو کہتا ہے وہ سچی کہتا ہے اس سے زیادہ دل پر اثر کرنے والی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ پس اب میں اسی طریق کو اپناتے ہوئے جو گزشتہ چند مہینوں سے میں نے اپنایا ہوا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا

ہوں اور جہاں تشریح کی ضرورت ہوئی وہاں تشریح کروں گا۔

"اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ"۔ کیسا سادہ اور کیسا پاک فقرہ ہے۔ کیسی حقیقت ہے جس میں ادنیٰ سا بھی جھول نہیں اور بیان کرنے کا انداز ایسا قوی ہے۔ "اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ"۔ اور خطاب عقلمندوں سے ہے۔ شاید کسی کو خیال گزرے کہ عقلمندو کیوں فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اولوا الالباب سے جو خطاب فرمایا ہے یہ وہی اولوا الالباب ہیں۔ عقلمند ہی ہیں جو نصیحت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ عقلمند ہی ہیں جو دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہمیشہ اللہ کو یاد کر کے ایمان میں ترقی کیا کرتے ہیں۔ تو اس لئے فرمایا کہ اے عقلمندو! یا اے اولوا الالباب یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کر دو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو اور آگے بڑھاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ عادت جس چیز کی پڑ جائے وہ عادت اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ اور نشے کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ ہر وہ چیز جو تمہیں عادی بنا دے تم اس کے غلام ہو جاتے ہو اور یہ بات بھول جاتے ہو کہ جو چیز بھی تمہیں عادی بنا دے اس میں نقصان ہوا کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو چائے اور کافی پر بھی اطلاق پاتی ہے۔ وہ لوگ جو چائے کے عادی ہوں، میں بھی بظاہر عادی ہوں مگر میں نے چھوڑ کر بھی دیکھی ہے اور بالارادہ چھوڑی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امتحان میں کامیاب رہا ہوں۔ کافی کی مجھے عادت ہوا کرتی تھی اب بڑی مدت سے بہت کم کبھی شاذ کے طور پر پیتا ہوں اور وہ بھی عادت کی وجہ سے نہیں کیونکہ شاذ کا مطلب ہی یہ ہے کہ عادت نہیں رہی۔ پس میں اپنے اوپر تجربہ کر کے یہ باتیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ نشے کی اس تعریف کو آپ پیش نظر رکھیں تو بہت سی بلاؤں سے اور بہت سی بیماریوں سے بچ جائیں گے۔

بہت بیماریاں عادات سے تعلق رکھتی ہیں جب کسی چیز کی عادت پڑ جائے اور وہ نہ ملے تو شدید بے چینی پیدا ہوتی ہے اور جتنے آج جرائم ہو رہے ہیں ان میں عادت کو بہت بڑا دخل ہے۔ دنیا کی اکثر قوموں میں جو جرائم پائے جاتے ہیں وہ عادات کی بناء پہ پائے جاتے ہیں۔ ڈرگ ایڈکشن (Drug Addiction) عادت ہی تو ہے، شراب ایک عادت ہی تو ہے۔ غرضیکہ ہر وہ بیماری جو آج دنیا میں پائی جاتی ہے اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو اس میں عادت کا دخل ہے اور یہ عادت جو ہے یہ بے راہ روی سے بھی تعلق رکھتی ہے، جنسی تعلقات سے بھی اس کا واسطہ ہے۔ پس جب میں ہر بیماری کی بات کر رہا ہوں تو سوچ سمجھ کر بات کر رہا ہوں اس کو حالات پر اطلاق کر کے آپ کو بتا رہا ہوں کہ عادات کا آج کے زمانے کی بیماریوں سے گہرا تعلق ہے۔

پھر فرماتے ہیں، "ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشے کے عادی اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے"۔ نشے کے عادی کو اس دنیا میں بھی ضرور سزا ملتی ہے خواہ وہ محسوس کرے یا نہ کرے کہ اس کا نشے سے تعلق ہے۔ سزا کو تو محسوس کرتا ہے مگر یہ علم نہیں کہ میرے نشے نے ہی میرے لئے مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں اس کو جو سزا ملتی ہے وہ تو ملے گی ہی لیکن "آخرت کا عذاب الگ ہے"۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے"۔ یہ ایک بہت ہی اہم، ایک بڑا ابتلاء ہے آج کی دنیا میں، جو دنیا میں ہر شخص کو درپیش ہے۔

"حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے"۔ **آج ساری دنیا میں جو بحران پیدا ہو رہے ہیں وہ جتنی قوموں میں بھی ہو رہے ہیں ان میں حد سے زیادہ عیاشی کی زندگی بسر کرنے والے اس کے ذمہ دار ہیں۔** غریب ممالک کے بحران دیکھیں ان کا اقتصادی ڈھانچہ اگر اس بات پر مبنی ہوتا کہ کم سے کم زندگی کی سادہ ضروریات تمام انسانوں کو مہیا کی جائیں تو یہ اشتراکیت نہیں ہے یہ قرآن کریم کا پہلا سبق ہے۔ اشتراکیت کے تو تصور میں بھی نہیں آ سکتا کہ قرآن کریم کا پہلا سبق اشتراکی نظام کے انتہائی تصور سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اس میں برائی نہیں، اس میں کوئی چھینا جھپٹی نہیں، کوئی زبردستی نہیں۔ ہر سوسائٹی کا یہ فرض قائم کر دیا گیا ہے آدم کی جنت کے ذکر میں، کہ ہر ایک کو روٹی ملے گی، ہر ایک کو پانی ملے گا، ہر ایک کو بچھونا میسر آئے گا، ہر ایک کے سر پر چھت ہوگی۔ یہ چیز جو پہلا سبق تھا یہ انسانیت نے بھلا دیا ہے، حد کون سی ہے؟ وہ یہی حد ہے۔ ورنہ ہر شخص کہہ سکتا ہے میں عیاشی کرتا ہوں مگر تھوڑی کرتا ہوں۔ کسی ملک کو حد سے زیادہ عیاشی میں مبتلا ہونے کی اجازت ہی نہیں ہے جب تک ان کے غریبوں کی پرسان حالی نہ ہو، ان کی ادنیٰ لازمی ضرورتیں پوری نہ ہوں۔ اس وقت تک جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں خدا نے دیا ہے ہم عیش و عشرت میں زندگی بسر کریں اسی کا نام حد سے زیادہ ہے کیونکہ بعض کے حقوق بعض دوسروں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ جن کا حق تھا زندہ رہنے کا جو خدا نے قائم کیا ہے اس حق پر قدغن لگائی جا رہی ہے اور تمام غریب ممالک میں یہی حال ہے اور تمام امیر ممالک میں یہی حال ہے۔ کوئی ملک بھی اس بدنصیبی سے خالی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں یہ لعنتی زندگی ہے۔

"حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے"۔ عیاشی کے ساتھ حد سے زیادہ بدخلقی اور بے مہری کا تعلق ہے۔ بے مہری کا مطلب ہے کہ آپس میں بنی نوع انسان سے تمہیں محبت ہی نہیں رہی کہ ان کا دکھ تمہارا دکھ بن جائے' بے حس ہو چکے ہو اور جب ایک سوسائٹی الگ ہو جائے اور الگ زندگی بسر کرے تو متکبر ہو جایا کرتی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق سے مراد یہی بدخلق لوگ ہیں جن کے خلق آزمائے نہیں جاتے اور وہ اپنے دائرے میں رہ کر کسی سے جو چاہیں سلوک کریں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں پوچھنا نہیں جاتا اور جو ہم کرتے ہیں کسی کی مجال نہیں کہ اس پر انگلی رکھ سکے۔ "حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے"۔ یہی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرما رہے ہیں جو میں پہلی عبارت کی تفسیر کر چکا ہوں۔

"حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے"۔ یہاں خدا کی ہمدردی مراد نہیں ہے خدا سے لاپرواہ ہونا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا فقرہ اکٹھا ہے اور کوئی غلطی سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے۔ اگر اس فقرے کو ہمدردی سے اس طرح ملایا جائے کہ خدا تو پھر، خدا کو بھی ساتھ جوڑا جائے تو پھر اس کے ایک اور معنے بنتے ہیں۔ خدا یہاں فاعلی حالت میں ہوگا اور بندے مفعولی حالت میں۔ حد سے زیادہ خدا کی ہمدردی سے بے نیاز ہونا یعنی ایسی حرکتیں کرنا کہ خدا تمہارا ہمدرد نہ رہے اور حد سے زیادہ بندوں کی ہمدردی کرنے سے بے نیاز ہونا۔ یہ بھی فرمایا ایک لعنتی زندگی ہے۔ "ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ"۔ یہ جو پوچھا جانے کا تصور ہے یہ ہمارے کردار کو صحیح روش پر ڈالنے اور صحیح روش پر قائم رکھنے میں ایک غیر معمولی کردار ادا کرتا ہے۔ ہماری زندگی کو صحیح روش پر ڈالنے میں ایک غیر معمولی کردار ادا کرتا ہے۔ کیونکہ جو پوچھا نہیں جائے گا جس کو یہ احساس ہو کہ میں پوچھا نہیں جاؤں گا۔ وہ جو چاہے کرتا پھرے اور یہ آج کی سب سے بڑی بلا ہے۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا جماعت میں کچھ لوگ ایسے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہم اگر اپنے جتھے بنا کر بظاہر اپنی شان اور شوکت ظاہر کریں گے اور غلبہ کریں گے اور کہیں گے کہ تم ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو یہ ان کی حماقت ہے۔ کوئی نہیں ہے جو پوچھا نہ جائے گا۔ اپنے ہر عمل کے بارے میں وہ پوچھے جائیں گے۔ فرمایا اور اس سے زیادہ پوچھا جائے گا جیسا ایک فقیر پوچھا جائے گا کیونکہ فقیر تو صرف غریب کو ہی نہیں کہتے ایک مسکین انسان جس کا کوئی اثر و رسوخ نہ ہو اس سے بھی ضرور باز پرس ہوگی۔ لیکن جن کا سوسائٹی پر اثر و رسوخ تھا جو صاحب حکمت بھی سمجھے جاتے تھے اور صاحب طاقت بھی تھے ان سے تو ضرور سختی سے باز پرس ہوگی اور وہ ضرور پوچھے جائیں گے۔

"پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے"۔ اب یہ جو پہلی باتیں گزری ہیں ان کا انجام کار یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے۔ جو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائیں کہ ان سے بچو، ان کا خطرہ ہے، یہ لعنتی زندگی ہے۔ جو ان باتوں میں ملوث رہتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے ان کا انجام لازماً یہ ہوتا ہے کہ کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور پھر خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا حرام اس کے لئے حلال ہے۔ یہ حلال حرام کے جو چکر ہیں، بددیانتیاں رزق میں، لوگوں سے دھوکہ بازیاں یہ سارے اوپر کے مضمون سے تعلق رکھ رہی ہیں جو اس کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔

'پھر غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی، کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے'۔ یہ خدا سے منہ پھیرنے کے نتیجے ہیں کیونکہ جو شخص خدا کا تصور دل پر ایک بادشاہ کے تصور کی طرح رکھتا ہے ایک کامل مقتدر بادشاہ کے تصور کی طرح رکھتا ہے اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی لمحہ اپنے غصے سے اس قدر مغلوب ہو جائے کہ خدا کی پرواہ نہ کرے۔ اپنے کسی جذبے سے مغلوب ہو جائے کہ دیکھے ہی نہ کہ اس کو بھی کوئی دیکھ رہا ہے۔ "دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کر۔

کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا"۔ اس دنیا میں سچی خوشحالی اس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ ایسے لوگ جن کا نقشہ ہے بظاہر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ بظاہر حرام کھاتے اور بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں اس کو سچی خوشحالی بہر حال نصیب نہیں ہو گی۔ یہاں تک کہ مرے گا۔

"اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت گزر چکے"۔ کیسا پاک کلام ہے۔ چھوٹا سا فقرہ ان سب باتوں کے آخر پر رکھ دیا۔ جو دل کی گہرائی تک اتر جاتا ہے اور عزیزو کہہ کر مخاطب فرمایا۔ کہ مجھے تم سے پیار ہے تم مجھے اچھے لگتے ہو میں نہیں چاہتا تمہیں کوئی گزند پہنچے۔ پس اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت گزر چکے ہیں۔ اکثر لوگوں کے دن بہت گزر چکے ہیں کیونکہ اس میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ آج نہیں تو کل شاید موت آجائے تو جس کی موت بھی کل پرسوں مقدر ہے اس کے تو اکثر دن گزر ہی چکے ہیں اور چونکہ پتہ نہیں کہ کب آنی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کے اکثر دن واقعۃً گزر چکے ہوں اور ان کو احساس بھی نہ ہو۔

"تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو وہ بھی بہت گزر چکے ہیں سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو"۔ جس کے پاس جانا ہے اس کو ناراض کرو گے تو کیا پاؤ گے۔ چند دن کی زندگی، چند دن کے ابتلاء، چند دن کے مصائب اگر جھیل لو اور بالکل اس بات سے بے نیاز ہو جاؤ کہ یہ آزمائش تمہیں تکلیف دیتی ہے اس لئے کہ تھوڑی ہی تو ہے چند دنوں میں گزر جائے گی تو پھر اللہ ناراض نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تمہیں یہ خیال نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ ناراض ہو جائے گا اور ناراضگی کی حالت میں تم جان دو گے۔ "ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر وہ تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے"۔ یہ بالکل درست ہے۔ اللہ جن بندوں کو بچانا چاہے ان کو تباہ نہیں کر سکتی مگر روزمرہ کے وہ بندے جو کیڑوں مکوڑوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں جو پہلے ہی اپنی حکومتوں کو اپنا خالق اور معبود بنائے بیٹھے ہیں ان کو جب چاہیں فوری طور پر گورنمنٹیں ہلاک کر سکتی ہیں اور سب ملکوں کا یہی حال ہے۔

ہر ملک میں حکومتیں یہ زیادتی کرتی ہیں جب وہ سمجھیں کہ فلاں شخص یا فلاں خاندان یا فلاں جتھہ اب اس قابل نہیں رہا کہ ہم ان کو اپنے ساتھ چلائیں تو اس طرح چھوڑ دیتی ہیں جیسے پتھر کو چھوڑا جائے اور وہ بلندیوں سے زمین پر گرتا ہے۔ پھر اس کو پاؤں تلے روندتی ہیں اور بڑے خاندان ہیں، بڑے بڑے عظیم جتھے تھے جن کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا گیا کیونکہ حکومتوں نے ان کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ روس میں بھی یہی ہوتا رہا، امریکہ میں بھی یہی ہوتا ہے ہر جگہ یہی ایک کہانی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں۔ "ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو"۔ اب یہ زبردست کا محاورہ بیچ میں داخل کرنا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیرت انگیز عقل اور فہم کی طرف اشارہ کرنے والا فقرہ ہے۔ ایک عام آدمی کہہ سکتا ہے حکومت تمہیں جب چاہے برباد کر سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو یعنی انسانی گورنمنٹ اگر تمہارے جتھے بہت بڑے ہوں تو تم سے ڈرتی بھی ہے اور اس وقت تو چاہے بھی تو تمہیں تباہ نہیں کرتی، نہ کر سکتی ہے۔ اس لئے دونوں باتیں ہیں ان کے معبود بڑے بڑے جتھے بن جاتے ہیں اور وہ تمہارا معبود بن جاتی ہیں۔

تو فرمایا کہ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر وہ ناراض ہو تو وہ تباہ کر سکتی ہے اور اللہ کیا تم سے زبردست نہیں ہے؟ اس لئے اللہ کی ناراضگی کو ایک عام حکومت کی ناراضگی کے برابر نہ کرو۔ بعض صورتوں میں عام حکومت تم سے ناراض بھی ہو تو تمہیں برباد نہیں کر سکتی مگر اللہ ناراض ہو تو آناً فاناً تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ "پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا"۔ یہی بات پہلے میں نے استثناء کے طور پر کہی تھی۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہر ایک کو تباہ کر سکتی ہے۔ اکثر خدا کی نظر میں متقی ٹھہرنے والے کمزور ہوا کرتے ہیں لیکن خدا اجازت نہیں دیتا کہ جابر سے جابر حکومت بھی ان کو تباہ کر سکے۔ معمولی گزند پہنچاتے ہیں، نقصان، دلی تکلیف لیکن تباہ نہیں کر سکتے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ۔ وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا پھر حکومتوں کی ناراضگی کی کیا پرواہ ہے۔

"اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں"۔ یعنی تقویٰ اگر نہ ہو تو پھر تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ تقویٰ کے لفظ میں حفاظت شامل ہے بچنا اور بچایا جانا۔ "اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کر سکو گے"۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ اگر یہ بات نہ ہو تو تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور "تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصے کے ساتھ گزریں گے"۔

تقویٰ نہ ہو اور دوسرے سہارے موجود ہوں تو ان کا حقیقتاً تمہاری زندگی پر کوئی مستقل، فرحت بخش اثر نہیں پڑ سکتا۔ ایسے لوگ جو دنیا کے سہارے جیتے ہیں دنیائیں بدل جاتی ہیں، ایسے لوگ جو بڑے لوگوں کے سہارے جیتے ہیں وہ بڑے لوگ بڑے لوگ نہیں رہتے۔ غرضیکہ سارے مضامین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام میں مضمر ہیں کہ تم جب دنیا والوں کو اپنا خدا بنا کر ان کو راضی کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ تمہاری ساری زندگی کام نہیں آسکیں گے اور عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصے کے ساتھ گزریں گے۔ یہ بات بھی ان سب ملکوں میں جو اکثر تیسری دنیا کے ملک ہیں مشاہدہ کی جا سکتی ہے اور بڑے ملکوں میں بھی مشاہدہ کی جا سکتی ہیں کہ حکومتوں سے ٹوٹے ہوئے، گرے ہوئے لوگ جو کسی زمانے میں زبردست ہوا کرتے تھے جن کے رعب سے خلقت کانپتی تھی وہ بڑے غم و غصہ میں آخری دن بسر کرتے ہیں۔ ان کا کوئی بھی اختیار باقی نہیں رہتا۔ بے چین اور بے قرار پھرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے سینے میں جھانک سکتا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے غم اور غصے کے سوا وہاں کچھ نہ پاتے۔

اور جہاں تک متقیوں کا تعلق ہے فرمایا "خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آجاؤ"۔ اب اس سے زیادہ بڑی پناہ اور کیا ہو سکتی ہے اور اس سے زیادہ پاکیزہ اور پیارا بلاوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں کھول دیں اور آخر پہ فرمایا خدا کی طرف آجاؤ۔ "اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو"۔ یعنی وہ سارے امور جو بیان ہوئے ہیں وہ دراصل اللہ کی مخالفت ہیں اور اگر وہ تم کرو گے تو گویا خدا کے مخالف ٹھہرو گے۔ "سو خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو۔ یہی راہ نجات کی ہے"۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۰ تا ۷۲)

اب بعض دوسرے اقتباسات ہیں جو میں اسی تسلسل میں بیان کرتا ہوں اور جب تک یہ اقتباس ختم ہوتے ہیں اتنی دیر میں ہم انشاء اللہ اور اقتباس اکٹھے کر لیں گے۔ اگر ساری عمر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پر ہی خطبے دئے جائیں تو جماعت کے لئے اس سے زیادہ خوشخبری کوئی نہیں ہو سکتی۔ ایک ایسے پیارے انداز کی نصیحت ہے کہ دوسرے منہ کی باتوں کے مقابل پر ایسا ہے کہ دوسرے منہ کی باتیں زمین سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ آسمان سے تعلق رکھتی ہیں لیکن آسمان سے تعلق کے باوجود آسمان سے اس طرح اترتی ہیں جیسے رحمت باراں اتر رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے"۔ "پیغمبر الوہیت کے مظہر" اللہ تعالیٰ کے مظہر، اس کی خدائی کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں۔ اور خدا دکھانے والے ہوتے ہیں۔ "پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے"۔ اب اس سے زیادہ کھلا، واضح معیار اور کیا آپ کے لئے مقرر کیا جا سکتا ہے۔ پیغمبر کو تو سب جانتے ہیں بعض لوگ خود نہ جانتے ہوں تو مولویوں کی مبالغہ آمیز تقاریر سے پیغمبروں کے متعلق عجیب عجیب تصور باندھ لیتے ہیں مگر یہ جوڑ بھول جاتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا نما ہیں تو تم پیغمبر نما ہو۔ وہ سب کچھ کر کے دکھانا ہو گا ایسے حال میں زندگی بسر کرنی ہو گی کہ لوگوں کو پیغمبر یاد آئیں۔

یہ ایک فقرہ ہے اس میں ساری زندگی کی کہانی آگئی ہے۔ "پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے"۔ اور یہ ایک فرضی پیغام نہیں اس کو حقیقت پر چسپاں کر کے دکھاتے ہیں۔ "صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
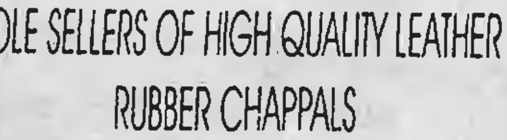
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا"۔ آنحضرت ﷺ کے کبار صحابہ کی اس سے بڑھ کر تعریف نہیں ہو سکتی۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا محویت کے عالم میں پاتا تھا۔ دونوں جہان سے وہ گزر چکے تھے پیغمبر کی ذات میں ڈوب چکے تھے۔

"پس یاد رکھو کہ اس زمانہ میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہو گی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم میں پیدا ہوئی تھی، مریدوں، معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہو گا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو"۔ جو صحابہ کرام میں آنحضرت ﷺ کے لئے اپنی ذات کی محویت تھی کہ اپنی ذات سے بھی کھوئے گئے تھے اور دنیا سے بھی کھوئے گئے تھے، صرف سامنے ایک نمونہ تھا جو پیغمبر کا نمونہ تھا۔ فرمایا اس دور میں بھی جبکہ تمہارے لئے اللہ نے ایک امام مقرر فرمادیا ہے یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ اگر وہی محویت اور وہی اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہو گی تو پھر تم سچے مریدوں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اطاعت میں گمشدگی یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا محاورہ ہے، بہت ہی پیارا۔ سچی اطاعت میں انسان گم ضرور ہوتا ہے اس ذات میں گم ہو جاتا ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس کے مقابل پر کچھ بھی باقی نہیں رہتا، اپنے نفس کو مٹا دیتا ہے۔

جیسا کہ دو مصوروں کا امتحان لیا گیا تھا اس میں جو مضمون ہے وہ اسی محویت اور گمشدگی سے تعلق رکھتا ہے۔ دو مصور اس بات کے دعویدار تھے کہ ہم سے بہتر مصور اور نہیں ملے گا۔ ایک بادشاہ نے ان کو امتحان کے لئے بلایا اور کہا کہ ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آؤ تم دونوں کا امتحان کرتے ہیں۔ ایک بڑے ہال میں ایک پردہ بیچ میں کھینچ دیا گیا اور ایک طرف ایک مصور کو بٹھا دیا، دوسری طرف دوسرے مصور کو۔ معین وقت دے دیا گیا تین چار جتنے بھی مہینے آپس میں طے ہوئے اور ان کو ان کی ضروریات مہیا کی جاتی رہیں۔ مگر اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔ دروازہ کھٹکھٹا کر ان کو بتا دیا جاتا تھا بتائیں کیا چیز چاہئے وہ مہیا کر دی جاتی تھی۔ آخر جب امتحان کا وقت پورا ہوا تو اتنی خوبصورت منظر کشی تھی کہ آنکھیں اس سے الگ نہیں ہوتی تھیں۔ اتنی تفصیل سے حسین نظارے دکھائے گئے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے قدرت سامنے آکھڑی ہو۔ ہر شخص عش عش کر اٹھا۔ واہ واہ مصوری اس کو کہتے ہیں۔ دوسرے مصور سے پوچھا گیا کہ آؤ اب تمہارے کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میری ایک شرط ہے کہ حجاب جو بیچ میں ہے اس کو اٹھا لیا جائے۔ چنانچہ جب حجاب اٹھایا گیا تو بعینہ وہی تصویر جو اس دیوار پر تھی وہ اس دیوار پر دکھائی دینے لگی کیونکہ اس مصور نے سوائے دیوار کو صیقل کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اتنا چمکایا، اتنا چمکایا کہ درمیان سے شیشہ اٹھ گیا یعنی شیشے کی بھی کوئی جھلک دکھائی دیتی ہے مگر اس دیوار کے پردے کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی تھی۔ کچھ دیر کے لئے تو مبہوت ہو گئے کہ یہ کیا بات ہوئی ہے اور پھر بے اختیار دل سے واہ واہ اٹھی۔ اس کہانی میں جس پردے کا ذکر ہے وہ پردہ اٹھانا ہو گا اس کے بغیر وہ محویت نہیں ہو سکتی جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اطاعت میں گمشدگی۔ وہ دیوار جس کا عکس بننا چاہتی تھی اس میں گم ہو گئی اور بیچ کا پردہ حائل جو تھا وہ اٹھ گیا۔

ہر انسان اور اس کے راہنما کے درمیان اگر پردہ ہے تو وہ راہنما سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر پردہ اٹھ جائے تو ہر خرابی سے پردہ اٹھ جائے گا اور بعینہ انسان اس کی پیروی میں اپنی زندگی کو فنا کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تعلق کو جو آنحضرت ﷺ سے تھا بالکل اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ آپ اس مصور کی طرح تھے جس نے پردہ اٹھا دیا لیکن اس وقت اٹھایا، اس طرح اٹھایا کہ اپنا نفس اتنا صیقل ہو چکا تھا کہ اس پہ جو آقا تھا اس کی تصویر دکھائی دے رہی تھی اور اپنی تصویر کا کوئی نشان تک نہیں ملتا۔ یہ بظاہر برابری، برابری نہیں کیونکہ عکس عکس ہی رہے گا اور جس کا عکس ڈالا جا رہا ہے وہ حقیقت میں حاوی وجود یا اعلیٰ درجے کا وجود بنا رہے گا۔ لیکن جو عکس مکمل کر دے اس کے بھی کیا کہنے۔ اس شان کی ربوبیت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے یعنی اپنے آپ میں سو جانا، اپنے آپ سے کھوئے جانا کہ آقا کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

پس بعض لوگ گھٹیا سا شعر پڑھتے ہیں "جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی" یہ جھوٹا اور بے معنی شعر ہے مگر جس کے دل میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی ہو ہی نہ اس پر تو بعینہ صادق آتا ہے کہ اپنے نفس میں جب بھی دیکھا محمد رسول اللہ ﷺ کو جلوہ گر دیکھا۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ تم مجھے سامنے رکھو اور اپنے پردے اٹھا دو۔ دیکھو کتنا مشکل مگر کتنا حقیقت پسند پیغام ہے ایسا پیغام جس سے اعلیٰ پیغام آپ کو دیا نہیں جا سکتا۔

"مریدوں، معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہو گا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل دخل موجود ہے"۔ اب سوال یہ ہے کہ ابھی تو رسول اللہ ﷺ کی باتیں ہو رہی تھیں اور اپنی باتیں رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے ہو رہی تھیں اچانک خدا تعالیٰ کی طرف مضمون کیوں پھیر دیا۔ یہ اس لئے ہے کہ دراصل محمد رسول اللہ اس لئے عظمت رکھتے ہیں کہ خدا نما تھے، اس لئے عظمت رکھتے ہیں کہ خدا آپ کے دل میں اتر آیا تھا ورنہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایک عام عرب بھی تو سمجھے جا سکتے تھے دنیا کو کیا پرواہ ہونی تھی۔ وہ صحابہ جو دشمن تھے کیوں مطیع ہوئے اس لئے کہ آپ کی ذات میں خدا دکھائی دینے لگا تھا۔ جب تک ان کی آنکھیں اندھی یا بیمار تھیں ان کو دکھائی نہیں دیتا تھا مگر جب دکھائی دینے لگا تو ان کے لئے عشق کے سوا چارہ ہی کوئی نہیں تھا، اپنے نفس کو بھلا دینے کے سوا ان کے لئے کوئی اور رستہ نہیں تھا۔ تو تان اس بات پر توڑی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو اتنا بڑا دکھا رہے ہیں کہ میرے جیسے بنو گے تو بچو گے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ جیسے بنو گے تو بچو گے، میں بھی تو اسی طرح بچا ہوں۔ محمدؐ رسول اللہ کی پیروی کی ہے تو تمہارا امام بنایا گیا۔ پس اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل دخل موجود ہے۔ یہ وہ حکومت کا نقشہ ہے جس کو الٰہی حکومت کہا جاتا ہے۔ یہ حکومت آجائے تو شیطان کی مجال نہیں کہ اس حکومت میں دخل اندازی کر سکے۔

اب شیطان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طول امل، ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے"۔ جھوٹ دوسروں میں دیکھو کتنا برا لگتا ہے اپنے نفس کو تھوڑی دیر کے لئے بھلا دو اور غیر کی نظر سے دوسرے کے جھوٹ کو دیکھو کہ کتنا مکروہ لگتا ہے اور یہی جھوٹ ہے جس پہ تم منہ مارتے ہو۔ اس کو پل پل کھاتے ہو اور بھول جاتے ہو کہ یہی وہ جھوٹ ہے جس سے تمہیں شدید نفرت ہے۔ اپنی ذات میں نفرت دکھائی نہیں دیتی۔ یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون یعنی ایک دوسرے کا خون کرنا، طول امل امید کو کھینچتے چلے جانا یعنی ایسی چیزوں کی خواہش کرتے چلے جانا جو اپنی طاقت اور بساط سے بھی بہت زیادہ ہوں، بہت بڑھ کر ہوں لیکن کبھی ختم ہونے میں نہ آئیں۔ ریاء، دکھاوا اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔

یہ دعوت کرتا ہے سے کیا مراد ہے۔ 'بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے'۔ یہ دعوت شیطان کے چیلوں سے تعلق رکھتی ہے۔ جتنے بھی شیطانی وجود ہیں وہ بھی ایک دعوت کیا کرتے ہیں اور جتنے بھی الٰہی وجود ہیں وہ بھی ایک دعوت کیا کرتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا وجود خدا نما ہونے کی وجہ سے ان کو تو بلاتا ہی تھا جو پہچان رہے تھے کہ اس کی ذات میں خدا جھلک رہا ہے لیکن دعوت شرط تھی اس طرف لوگوں کو بلاتے بھی تھے۔ اس لئے یہ خیال کر لینا کہ شیطان بلاتا نہیں یہ ایک وہم ہے، خوش فہمی ہے، شیطان ضرور بلاتا ہے۔ اور جو لوگ آپ کو ان سب چیزوں کی طرف بلانے والے 'ساتھی' 'دوست' جتنے بھی آپ کے قریبی ہوں یہ سارے شیطان کے چیلے ہیں۔ پس ضرور ہے کہ یا ان سے منہ موڑا جائے یا ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اب تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔

اب یہ لفظ دعوت کرتا ہے اگر ایک انسان اسی پر غور کرے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا صرف اس فقرے سے قائل ہو سکتا ہے۔ یہ عارفانہ کلام ہے، ایک سچے کا کلام ہے، جس کو ان سب راہوں کا تجربہ ہے محض ایک مولوی کی نصیحت نہیں۔ اس کی تو حیثیت ہی کوئی نہیں، اس کو پتہ ہی نہیں کہ سچوں کے دل پہ کیا گزرتی ہے ان کو کیسا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ اور ہر بات کا ہر حصہ سچا ہوتا ہے ورنہ ایک اردو دان یہ کہے گا او ہو یہ فقرے میں زائد لکھا گیا ہے ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔ اس بے وقوف کو کیا پتہ کہ اردو کیا ہوتی ہے۔ اردو کسی نے سیکھنی ہے تو مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھے۔ ہر زبان سچائی سے بنتی ہے، ہر زبان میں سچائی کی طاقت چمکتی ہے اور اردو میں بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مقام اور مرتبہ ہے اس کو کبھی کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔ نہ پہلے خلفاء پہنچ سکے۔ میرا تو

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

طالب دعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

سوال ہی نہیں نہ آئندہ کبھی کوئی خلفاء پہنچ سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات ہی اور ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں آپ کے مقام کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

”ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔ اس کے بالمقابل اخلاق فاضلہ، صبر، محویت، فنافی اللہ، اخلاص، ایمان، فلاح یہ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ہیں“۔ یعنی ان چیزوں کی طرف بلانا ضروری ہے اور اللہ ہمیشہ انہی چیزوں کی طرف دعوت دیا کرتا ہے۔ ”انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے“۔ تجاذب کہتے ہیں ایسی چیز جس میں کھینچنے کی طاقت ہو اور تجاذب کا زائد معنی یہ ہے کہ دو طرف کھینچنے کی طاقت ہو۔ ایک طرف ایک طرف سے کھینچا جارہا ہو، دوسری طرف سے دوسرا اگر وہ دوسری طرف کھینچ رہا ہو۔ جیسے رسہ کشی میں ہوا کرتا ہے یہ ایک تجاذب ہے۔ فرماتے ہیں، ”انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے پھر جس کی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اس میں رکھا ہوا ہے وہ شیطان کی ہزاروں دعوتوں اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید، سعادت اور سلامت روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے اور خدا ہی میں اپنی راحت، تسلی اور اطمینان پاتا ہے“۔

اب یہ جو تجربہ ہے یہ ہر انسان کو کبھی کبھی ضرور ہو جاتا ہے۔ بسااوقات وہ جب کسی بری بات سے بھاگتا ہے تو اس کا دل گواہ ہوگا کہ اس کے نتیجے میں ضرور تسلی اور راحت اور اطمینان پائے گا اور جو کلیۃً خدا کی طرف دوڑ رہا ہو اس کے ہر فیصلے میں راحت اور اطمینان ہوگا۔ ”مگر ہر چیز کے لئے نشان ضرور ہوتے ہیں۔ جب تک اس میں نشان نہ پائے جاویں وہ معتبر نہیں ہو سکتی“۔ اب وہم و گمان کی بات نہیں ہے کہ آپ سمجھیں کہ ہاں ہم نے یہی کام کرنا ہوتا ہے۔ فرمایا کچھ نشان ضروری ہیں۔ ”دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ، خیار شنبر اور تربد میں“۔ یہ وہ دوائیں ہیں جو پرانے رسمی طب میں استعمال ہوا کرتی تھیں ابھی بھی مختلف شکلوں میں آج کے اطباء بھی استعمال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں، ”اگر وہ صفات نہ پائے جائیں جو ایک بڑے تجربے کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے“۔ دواؤں کی پہچان ان ناموں سے نہیں جن ناموں سے وہ بکا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ دوائیں جب طبیب خریدتا ہے تو پھر تجربہ کر کے دیکھتا ہے کہ ان کا فائدہ بھی ہوا ہے کہ نہیں۔ اگر وہ فائدہ اس میں نہ ہو تو وہ مصنوعی دوائیں ہیں بے کار دوائیں ہیں اور آج کل Third World میں دواؤں کے نام پر پتہ نہیں کیا کیا بک رہا ہے اور اس لائق ہوتی ہیں اکثر دوائیں کہ وہ ردی کی طرح ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائیں۔

”اس طرح پر ایمان کے نشانات ہیں“۔ فرمایا ایمان بھی بعض نشانات رکھتا ہے اگر وہ نشانات تم میں نہ ہوں تو محض وہم ہے کہ تمہیں ایمان ہے اس لئے اپنے ایمان کو اس طرح پرکھو جیسے طبیب دواؤں کو پرکھتا ہے۔ اور وہ ایمان ایسے ہیں۔ فرماتے ہیں، ”اللہ تعالیٰ نے بار بار ان کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے“۔ (ملفوظات جلد دوم، مطبوعہ لندن، صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)۔ وہ ایسے نشان تو نہیں جو مخفی ہوں یا چھپے ہوئے تم سے، تمہارے دماغ میں آئیں ہی نہ۔ خدا کا کلام پڑھو تو ایمان کی ہر علامت کا اس میں بیان ہے۔ اس سے اپنے آپ کو پرکھو کیونکہ وہ دوا جو تجویز ہوئی ہے وہ جھوٹی نہیں ہو سکتی، تمہارا نفس جھوٹا ہو سکتا ہے۔

ایک موقعہ پر شہد کے استعمال کی بات تھی۔ ایک مریض کو پیٹ میں تکلیف تھی آنحضرت ﷺ نے شہد تجویز کیا اور وہ آیا کہ میں تو ابھی تک ویسا ہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اور شہد پیو۔ پھر آیا آپؐ نے فرمایا اور شہد پیو اور فرمایا کہ دیکھو تمہارا پیٹ جھوٹا ہو سکتا ہے مگر اللہ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ شہد میں ضرور شفاء ہے۔ اور اسی طرح شہد بار بار پینے سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل شفایاب ہو گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ذکر فرمایا ہے وہ ان ایمان کی نشانیوں کا ذکر ہے جو لاریب کتاب میں ہیں۔ جھوٹ اس کتاب میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ ساری نشانیاں سچی ہیں۔ ان نشانیوں کو اپنے اندر تلاش کرو۔ اگر ساری نشانیاں آپ میں مل گئیں تو آپ گویا رسول اللہ ﷺ کا عکس بن جائیں گے۔ کیونکہ آپؐ کی ذات کی تعریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا ”کَانَ خُلُقُہُ الْقُرانُ“ آپ کا خلق تو قرآن تھا۔ تو کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام چھوٹی چھوٹی، سادہ سادہ، پیاری پیاری نصیحتوں سے کتنے عظیم مضمون کی طرف آپ کو لے جاتے ہیں۔ ایسا مضمون جو ساری زندگی پہ حاوی ہو جاتا ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کس طرف بلایا جارہا ہوں ورنہ شاید ڈر جاتا پہلے ہی رک جاتا، تھوڑا تھوڑا کر کے آگے قدم بڑھایا جارہا ہے۔ پاس پہنچتا ہے انسان کہتا ہے اوہو میں تو ہر طرف سے گھیرے میں آگیا، اب تو مجال نہیں کہ ان باتوں کو نظر انداز کر سکوں۔

پس یہاں سے انشاء اللہ اگلے خطبے کا مضمون شروع ہوگا سوائے اس کے کہ کچھ اور باتیں ایسی ہو جائیں جن کا بیچ میں ذکر کرنا ضروری ہوا کرتا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چھوٹی چھوٹی پیاری نصیحتوں کے نتیجے میں جماعت بڑی بنتی چلی جائے گی۔

☾☾☾ .... ☾☾☾

کنارے گونج اٹھے ہیں زمیں کے۔ جاگ اٹھو
کہ اک کروڑ صدا۔ اک صدا سے اٹھی ہے

کلام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ

گھٹا کرم کی۔ ہجومِ بلا سے اُٹھی ہے
کرامت اک دلِ درد آشنا سے اُٹھی ہے
جو آہ سجدۂ صبر و رضا سے اُٹھی ہے
زمین بوس تھی۔ اس کی عطا سے اُٹھی ہے
رسائی دیکھو! کہ باتیں خدا سے کرتی ہے
دعا۔ جو قلب کے تحت الثریٰ سے اُٹھی ہے
یہ کائنات ازل سے نہ جانے کتنی بار
خلا میں ڈوب چکی ہے۔ خلا سے اُٹھی ہے
سدا کی رسم ہے۔ اِبلیسیت کی بانگِ زبوں
انا کی گود میں پل کر اباء سے اُٹھی ہے
حیا سے عاری۔ سیہ بخت۔ نیش زن۔ مردود
یہ واہ واہ کسی کربلا سے اُٹھی ہے
خموشیوں میں کھنکنے لگی کسک دل کی
اک ایسی ہوک دلِ بے نوا سے اُٹھی ہے
وہ آنکھ اُٹھی تو مردے جگا گئی لاکھوں
قیامت ہوگی، کہ جو اس ادا سے اُٹھی ہے
ہزار خاک سے آدم اٹھے۔ مگر بخدا
شبیہ وہ! جو تری خاکِ پا سے اُٹھی ہے
بنا ہے مہبطِ انوار قادیاں۔ دیکھو
وہی صدا ہے۔ سنو! جو سدا سے اُٹھی ہے

کنارے گونج اٹھے ہیں زمیں کے۔ جاگ اٹھو
کہ اک کروڑ صدا اِک صدا سے اُٹھی ہے
جو دل میں بیٹھ چکی تھی۔ ہوائے عیش و طرب
بڑے جتن سے۔ ہزار التجا سے اُٹھی ہے
حیاتِ نو کی تمنا۔ ہوئی تو ہے بیدار
مگر یہ نیند کی ماتی۔ دُعا سے اُٹھی ہے

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱ مارچ ۹۸ء)

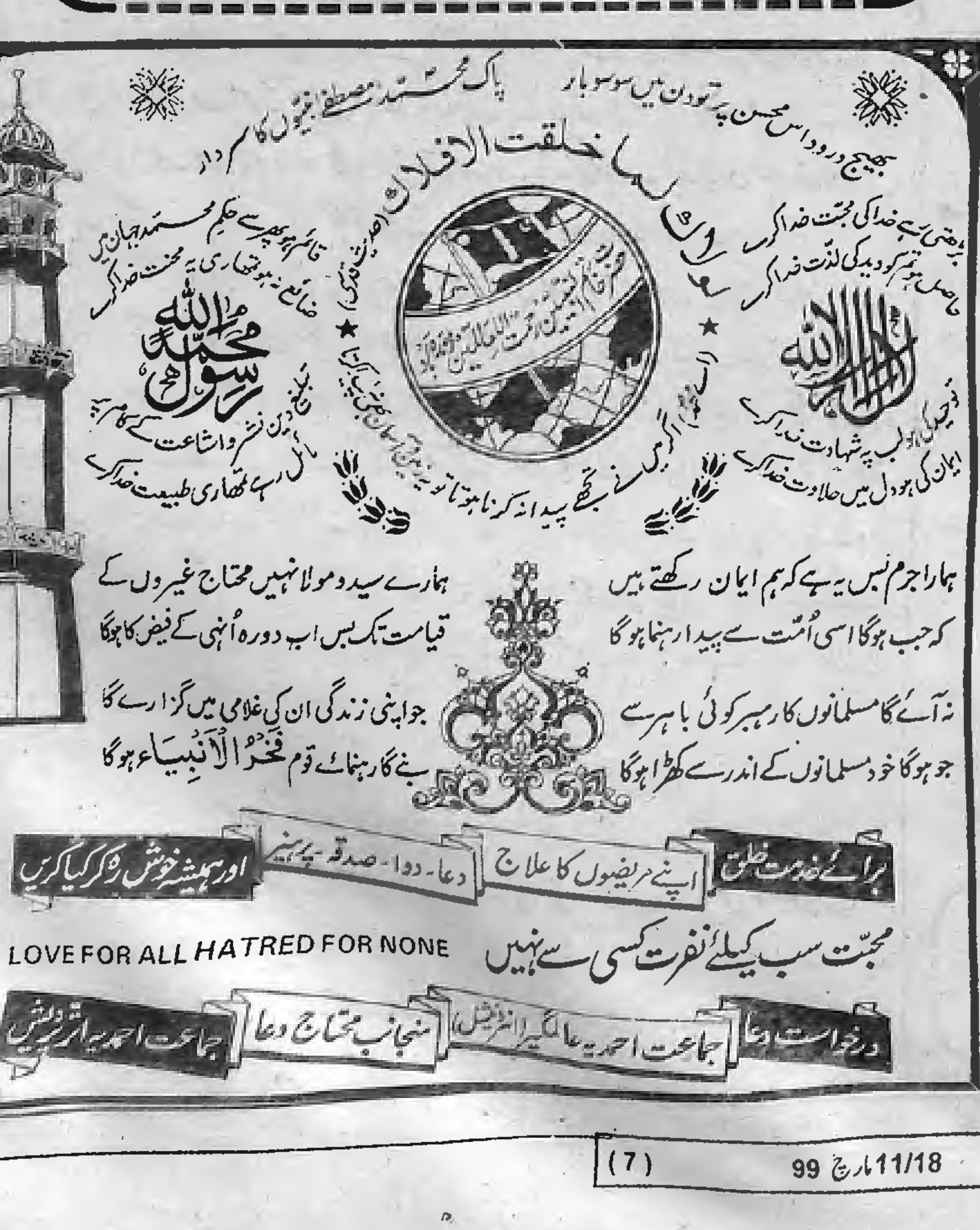

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کے چار نشانات

سیدنا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"میں نے بارہا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے نشان مجھے دیئے ہیں اور جن کو میں نے بڑے دعوے کے ساتھ متعدد مرتبہ لکھا اور شائع کیا ہے۔"

☆ اوّل :- عربی دانی کا نشان ہے اور یہ اُس وقت سے مجھے ملا ہے۔ جب سے کہ محمد حسین (بٹالوی صاحب) نے یہ لکھا کہ یہ عاجز عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا۔ حالانکہ ہم نے کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ عربی کا صیغہ آتا ہے جو لوگ عربی اِملا اور اِنشاء میں پڑے ہیں وہ اس کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اُس کی خوبیوں کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔ مولوی صاحب (مولوی عبدالکریم صاحب سے مراد تھی) شروع سے دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر مدد دی ہے۔ بڑی مشکل آکر یہ پڑتی ہے جب ٹھیٹھ زبان کا لفظ مُناسب موقع پر نہیں ملتا۔ اس وقت خدا تعالیٰ وہ الفاظ القاء کرتا ہے۔ نئی اور بناوٹی زبان بنا لینا آسان ہے۔ مگر ٹھیٹھ زبان مشکل ہے پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی ملا لو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہر گز قادر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔

☆ دوم :- دُعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دُعا کی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں (کیونکہ اُن کی طفیل اور اقتداء سے تو یہ سب کچھ ملا ہی ہے) اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میری دُعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی۔ اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالم ان کو جانتا ہے۔

☆ تیسرا نشان پیشگوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ یُوں تو نجومی اور رمّال لوگ بھی اٹکل بازیوں سے بعض باتیں ایسی کہہ دیتے ہیں۔ کہ اُن کا کچھ نہ کچھ حصہ ٹھیک ہوتا ہے اور ایسا ہی تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کاہن لوگ تھے جو غیب کی خبریں بتلاتے تھے۔ چنانچہ سطیح بھی ایک کاہن تھا مگر اِن اٹکل باز رمّالوں اور کاہنوں کی غیب دانی اور مامور من اللہ اور مُلہم کے اظہار غیب میں یہ فرق ہوتا ہے کہ مُلہم کا اظہار غیب اپنے اندر الٰہی طاقت اور خدائی ہیبت رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے۔

لایظھر علیٰ غیبه احداً الا من ارتضی من رسول

الجن ۲۷، ۲۸ (پ29)

یہاں اظہار کا لفظ ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔

☆ چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے۔ کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل سکتے۔ جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ لا یمسّه الا المطھّرون (پ27) میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مخالف بھی ایک سورۃ کی تفسیر کریں اور میں بھی تفسیر کرتا ہوں پھر مقابلہ کر لیا جاوے مگر کسی نے جُرأت نہیں کی محمد حسین وغیرہ نے تو یہ کہہ دیا کہ ان کو عربی کا صیغہ نہیں آتا۔ اور جب کتابیں پیش کی گئیں تو بودے اور رکیک عذر کر کے ٹال دیا کہ یہ عربی تو اَروی کچالو ہے مگر یہ نہ ہو سکا کہ ایک صفحہ ہی بنا کر پیش کر دیتا۔ اور دکھا دیتا کہ عربی یہ ہے۔

غرض یہ چار نشان ہیں جو خاص طور پر میری صداقت کے لئے مجھے ملے ہیں۔"

(الحکم جلد 2، نمبر 28-29 پرچہ 20-27 ستمبر 1898)

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب

کلام سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچّی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اِک روز اے گستاخ! شامت آنیوالی ہے
ترے مکروں سے اَے جاہل! مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزّت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنیوالی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دِن ندامت آنے والی ہے
خُدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سُنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے
خُدا ظاہر کرے گا اِک نشاں پُر رُعب و پُرہیبت
دِلوں میں اِس نِشاں سے استقامت آنیوالی ہے
خُدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خُدا سے یہ علامت آنے والی ہے

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 157 مطبوعہ 1907ء)

قادیان میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

۲۰؍ فروری کو ۳۰-۹ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں جلسہ یوم مصلح موعود زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ آپ کے ساتھ ہی مکرم رفیق علی صاحب تراب آف ماریشس رونق افروز ہوئے۔ مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کی تلاوت اور عزیز این شفیق احمد صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر سیکرٹری بہشتی مقبرہ نے پیشگوئی مصلح موعود کا الہامی متن پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" مکرم مولوی مظفر احمد خان صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ نے "وہ سخت ذھین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کے عنوان سے تقریر کی اور مکرم مولوی عبدالکریم صاحب ملکانہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے منظوم کلام سے چند دُعائیہ اشعار خوش الحانی سے سنائے بعدہ صدر اجلاس نے خطاب فرمایا آپ نے پیشگوئی کے متعلق تاریخی حالات اس پر کیا جانے والا استہزاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کامل توکل علی اللہ اور دشمنوں کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کے مصداق مصلح موعود بننے کے بعد کے تاریخی جلسوں اور آپ کی خدمت اسلام پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی اور آخر پر اجتماعی دُعا کرائی۔

درخواستِ دُعا

مکرم اورنگ زیب راتھر صاحب صدر جماعت احمدیہ پونچھ بچوں کے امتحانات میں اعلیٰ کامیابی دینی اور دُنیاوی ترقی کیلئے پریشانیوں کے ازالہ اہلیہ کی صحت و سلامتی اور دینی ترقی جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والوں کی استقامت کیلئے بھی دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر-/50 روپے)۔ منیجر۔

امروہہ (یوپی) میں خدام واطفال کا تربیتی اجلاس

۲۴؍ جنوری کو بعد نماز مغرب خاکسار کی زیر صدارت اطفال الاحمدیہ امروہہ کا ایک تربیتی اجلاس ہوا۔ جس میں اطفال نے مختلف عناوین پر تقریریں کیں اور نظمیں پڑھیں۔ ۴ اطفال نے چہل احادیث جبکہ دو اطفال نے عربی قصیدہ کے ۱۰ اشعار زبانی سنائے۔ خاکسار نے بچوں کو نصائح کیں۔ آخر پر شیرینی تقسیم کی گئی۔ ۳۱ جنوری کو بعد نماز عشاء مسجد میں خاکسار کی زیر صدارت خدام الاحمدیہ کا ایک تربیتی اجلاس ہوا۔

تلاوت قرآن کریم عہد اور نظم کے بعد تین تقاریر اور چار نظمیں ہوئی۔ بعدہ مکرم محمد راشد صاحب صدر جماعت احمدیہ نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور خاکسار نے خدام الاحمدیہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ دُعا کے بعد تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (شریف احمد خان مبلغ سلسلہ مہتمم امروہہ)

تقریب نکاح ورخصتانہ

● میری چھوٹی بیٹی عزیزہ شہزادی شجاعت بیگم بنت مکرم بہادر خان صاحب مرحوم درویش قادیان کا نکاح ۴ فروری کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیز مولوی عطاء اللہ نصرت صاحب مبلغ سلسلہ ابن مکرم رحمت اللہ صاحب منڈاشی آف بھدرواہ کے ساتھ مبلغ ۲۴,۰۰۰ روپے حق مہر پر بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ ازاں بعد بارات میرے گھر پر آئی جہاں عزیزہ کی تقریب رخصتانہ پر محترم امیر صاحب موصوف نے ہی دُعا کرائی۔ اس رشتہ کے جانبین کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (عظیم النساء قادیان)

● مکرمہ شمیم بانو صاحبہ بنت مکرم شریف احمد خان صاحب ساکن مسکرا ضلع ہمیر پور یوپی کا نکاح مکرم قیصر علی خان صاحب ابن مکرم مقصود احمد خان صاحب ساکن ننگلہ گھنو ضلع ایٹہ یوپی کے ساتھ مبلغ-/7211 روپے (سات ہزار دو صد گیارہ روپے) حق مہر پر مکرم مولوی غلام حسن دین صاحب ساکن کریوہ مالو شوپیاں کشمیر نے پڑھا۔ دُعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے ہر جہت سے باعث برکت ہو۔ اعانت بدر-/50 روپے۔ (مولوی غلام حسن دین لکھنؤ)

میں وہ درخت ہوں جسے مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔

(مسیح موعود) (تحفہ گولڑویہ)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی شبیہ مبارک

تحریر :- حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

احمدی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے ہر گوشہ میں موجود ہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی ہیں۔ مگر احمد کے دیکھنے والے اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق ہے۔ دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور اور لذت اس کے دیدار اور صحبت کی اب تک باقی ہے۔ نہ دیکھنے والے بارہا تاسف کرتے پائے گئے کہ ہائے ہم نے جلدی کیوں نہ کی اور کیوں نہ اس محبوب کا اصلی چہرہ اس کی زندگی میں دیکھ لیا تصویر اور اصل میں بہت فرق ہے اور وہ فرق بھی وہی جانتے ہیں جنہوں نے اصل کو دیکھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلیہ اور عادات پر کچھ تحریر کروں۔ شاید ہمارے وہ دوست جنہوں نے اس ذات بابرکات کو نہیں دیکھا کچھ حظ اٹھائیں۔

حلیہ مبارک

بجائے اس کے کہ آپ کا حلیہ بیان کروں اور ہر چیز پر خود کوئی نوٹ دوں یہ بہتر ہے کہ میں سرسری طور پر اس کا ذکر کرتا جاؤں اور نتیجہ پڑھنے والے کی رائے پر چھوڑ دوں۔ آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ "آپ مردانہ حُسن کے اعلیٰ نمونہ تھے" مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ یہ نہ ہو کہ "یہ حُسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ آپ کے چہرے پر نورانیت کے ساتھ رعونت ہیبت اور استکبار نہ تھے۔ بلکہ فروتنی خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی۔

چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدس چولہ صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھا دیا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے آس پاس کے دیہاتی اور خاص قصبہ کے لوگوں نے حضرت صاحب کی آواز سن کر ملاقات اور مصافحہ کے لئے آنا شروع کیا اور جو شخص آتا مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور ان کو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کر کے بیٹھ جاتا۔ غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا کہ جب تک مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہہ کر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ حضرت اقدس یہ ہیں۔

بعینہ ایسا وقت ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں پیش آیا تھا وہاں بھی لوگ حضرت ابو بکرؓ کو رسول خدا ﷺ سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے۔ جب تک انہوں نے آپؐ پر اپنی چادر سے سایہ کر کے لوگوں کو ان کی غلطی سے آگاہ نہ کر دیا۔

جسم اور قد

آپ کا جسم دبلا نہ تھا اور نہ آپ بہت موٹے تھے البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے، تمام جسم کے اعضاء میں تناسب تھا یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہ تھی جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت کھردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپ کا جسم پلپلا نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لئے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی اور نہ آپ کے جسم پر جُھریاں پڑیں۔

آپؑ کا رنگ

آپؑ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپؑ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی کبھی کسی صدمہ رنج و ابتلاء مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت کے اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا علاوہ اس چمک اور نور کے آپؑ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بدباطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا اور ایمان کا نور بدکار چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا۔

آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو گئے مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے ہنستا ہوا اور جماعت کے سربرآوردوں کو مسجد میں بلاتا ہے، مسکراتا ہوا، ادھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے ہیں۔ ادھر وہ کہہ رہا ہے کہ لو پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مجھے الہام ہوا اُس نے حق کی طرف رجوع کیا حق نے اس کی طرف رجوع کیا۔ کسی نے اس کی بات مانی نہ مانی اس نے اپنی منادی اور سننے والوں نے اس کے چہرے کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ سچا ہے ہم کو غم کھا رہا ہے اور یہ بے فکر اور بے غم مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا ہے اس طرح کہ گویا حق تعالیٰ نے آتھم کے معاملہ کا فیصلہ اسی کے اپنے ہاتھوں میں دے دیا اور اس نے آتھم کا رجوع اور بے قراری دیکھ کر خود اپنی طرف سے مہلت دے دی اور اب اس طرح خوش ہے جس طرح ایک دشمن کو مغلوب کر کے ایک پہلوان پھر محض اپنی دریادلی سے خود ہی اسے چھوڑ دیتا ہے کہ جاؤ ہم تم پر رحم کرتے ہیں۔

لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہوئی مخبروں نے فوراً اتہام لگانے شروع کئے پولیس میں تلاشی کی درخواست کی گئی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس یکایک تلاشی کے لئے آموجود ہوئے لوگ الگ کر دیئے اندر کے باہر، باہر کے اندر نہیں جا سکتے تھے۔ مخالفین کا یہ زور کہ حرف بھی تحریر کا مشتبہ نکلے تو پکڑ لیں مگر آپؑ کا یہ عالم کہ وہی خوشی اور مسرت چہرہ پر ہے اور خود پولیس کو لیجا لیجا کر اپنے بستے اور کتابیں تحریریں اور خطوط اور کوٹھڑیاں اور مکان دکھا رہے ہیں۔ کچھ خطوط انہوں نے مشکوک سمجھ کر اپنے قبضہ میں بھی کر لئے مگر یہاں وہی چہرہ ہے اور وہی مسکراہٹ گویا نہ صرف بے گناہی بلکہ ایک فتح مبین اور اتمام حجت کا موقعہ نزدیک آتا جاتا ہے۔

برخلاف اس کے باہر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کے چہروں کو دیکھو وہ ہر ایک کانسٹیبل کو باہر نکلتے اندر جاتے دیکھ دیکھ کر سہمے جاتے ہیں۔ ان کا رنگ فق ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ اندر تو وہ جس کی آبرو کا انہیں فکر ہے خود افسروں کو بلا بلا کر اپنے بستے اور اپنی تحریریں دکھا رہا ہے اور اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ایسی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب حقیقت پیشگوئی کی پورے طور پر کھلے گی اور میرا دامن ہر طرح کے آلائش اور سازش سے پاک ثابت ہوگا۔ غرض یہی حالت تمام مقدمات، ابتلاؤں، مصائب اور مباحثات میں رہی اور یہ اطمینان قلب کا اعلیٰ اور اکمل نمونہ تھا۔ جسے دیکھ کر بہت سی سعید روحیں ایمان لے آئی تھیں۔

آپؑ کے بال مُبارک

سر کے بال نہایت باریک سیدھے چکنے اور نرم تھے اور مہندی کے رنگ سے رنگین رہتے تھے گھنے اور کثرت سے نہ تھے بلکہ کم اور نہایت ملائم تھے۔ گردن تک لمبے تھے۔ آپ نہ سر منڈواتے تھے۔ نہ خشخاش یا اس کے قریب کترواتے تھے۔ بلکہ اتنے لمبے رکھتے تھے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں۔ سر میں تیل بھی ڈالتے چنبیلی یا حنا وغیرہ کا یہ عادت تھی کہ بال سوکھے نہ رکھتے تھے۔

ریش مُبارک

اچھی گھندار تھی، بال مضبوط، موٹے اور چمکدار تھے۔ سیدھے نرم حنا سے سرخ رنگے ہوئے تھے یعنی بے ترتیب اور ناہموار نہ رکھتے تھے۔ بلکہ سیدھے نیچے کو اور برابر رکھتے تھے۔ داڑھی میں بھی ہمیشہ تیل لگایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک پھنسی گال پر ہونے کی وجہ سے کچھ بال پورے بھی اتروائے تھے اور وہ تبرک کے طور پر لوگوں کے پاس اب تک موجود ہیں۔ ریش مبارک چہرہ کے تینوں طرف تھی اور بہت خوبصورت، نہ اتنی کم کہ چھدری اور نہ صرف ٹھوڑی پر ہو، نہ اتنی کہ آنکھوں تک بال پہنچیں۔

وسمہ، مہندی

ابتداءِ ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے۔ پھر دماغی دورے کثرت سے ہونے کی وجہ سے سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے وسمہ ترک کر دیا۔ البتہ کچھ روز انگریزی وسمہ بھی استعمال فرمایا مگر پھر ترک کر دیا آخری دنوں میں میر حامد شاہ صاحب نے ایک وسمہ بنا کر پیش کیا تھا وہ لگاتے تھے۔ اس سے ریش مبارک سیاہ آگئی تھی مگر اس کے علاوہ ہمیشہ برسوں مہندی پر ہی اکتفا کی جو اکثر جمعہ کے جمعہ یا بعض اوقات اور دنوں میں بھی آپ نائی سے لگوایا کرتے تھے۔ آپ لبیں کترواتے تھے مگر نہ اتنی کہ جو وہابیوں کی طرح منڈھی ہوئی معلوم ہوں نہ اتنی لمبی کہ ہونٹ کے کنارے سے نیچی ہوں۔ جسم پر آپ کے بال صرف سامنے کی طرف تھے۔ پشت پر نہ تھے اور بعض اوقات سینہ اور پیٹ کے بال آپ مونڈ لیا کرتے تھے یا کتروا دیتے تھے۔ پنڈلیوں پر بہت کم بال تھے اور جو تھے وہ نرم اور چھوٹے، اس طرح ہاتھوں کے بھی۔

چہرہ مُبارک

آپؑ کا چہرہ مبارک کتابی یعنی معتدل لمبا تھا اور حالانکہ عمر شریف 70 اور 80 کے درمیان تھی پھر بھی جُھریوں کا نام و نشان بھی نہ تھا اور نہ متفکر اور غصہ ور طبیعت والوں کی طرح پیشانی پر شکن کے نشانات نمایاں تھے۔ رنج، فکر، تردد یا غم کے آثار چہرہ پر دیکھنے کی بجائے زیارت کنندہ اکثر تبسم اور خوشی کے آثار ہی دیکھتا تھا۔

آپؑ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں مگر پپوٹے اس وجہ کے تھے کہ سوائے اس وقت کہ جب آپؑ ان کو خاص طور پر کھولیں ہمیشہ قدرتی غضِ بصر کے رنگ میں رہتی تھیں بلکہ آپ مخاطب ہو کر بھی کلام فرماتے تھے تو آنکھیں نیچی ہی رہتی تھیں۔ اسی طرح جب مردانہ مجالس میں تشریف لے جاتے تو بھی اکثر ہر وقت نظر نیچے ہی رہتی تھی گھر میں بھی بیٹھتے تو اکثر آپؑ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ آپؑ نے کبھی عینک نہیں لگائی اور آپؑ کی آنکھیں کبھی کام کرنے سے نہ تھکتی تھیں۔ خدا تعالیٰ کا آپؑ کے ساتھ حفاظتِ عین کا ایک وعدہ تھا۔ جس کے ماتحت آپؑ کی چشمانِ مبارک آخر وقت تک بیماری اور تھکاوٹ سے محفوظ تھیں۔ البتہ پہلی رات کا ہلال آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں نظر نہیں آتا۔

ناک حضرت اقدسؑ کی نہایت خوبصورت بلند بالا تھی۔ پتلی، سیدھی، اونچی اور موزوں۔ نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی۔ کان آنحضورؑ کے متوسط یا متوسط سے ذرا بڑے۔ نہ باہر کو بہت بڑھے ہوئے۔ قلمی آم کی قاش کی طرح اوپر سے بڑے نیچے سے چھوٹے۔ قوت شنوائی آپؑ کی آخر وقت تک عمدہ اور خدا کے فضل سے برقرار رہی۔ رخسار مبارک آپؑ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے نہ اتنے موٹے کہ بہت باہر کو نکل آویں نہ رخساروں کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں۔ بھنویں آپؑ کی الگ الگ تھیں۔ پیوستہ اَبرو نہ تھے۔

پیشانی اور سر مُبارک

پیشانی مبارک آپؑ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپؑ کی جبیں سے ٹپکتی تھی۔ علم قیافہ کے مطابق ایسی پیشانی بہترین نمونہ، اعلیٰ صفات اور اخلاق کا ہے یعنی جو سیدھی ہو نہ آگے کو نکلی ہو۔ نہ پیچھے کو دھنسی ہوئی اور بلند ہو یعنی اونچی اور کشادہ ہو اور جو چوڑی ہو۔ بعض پیشانیاں گو اونچی ہوں مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپؑ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں اور پھر یہ خوبی چیں بر جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپؑ کا بڑا تھا خوبصورت بڑا تھا اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا یعنی لمبا بھی تھا، چوڑا بھی تھا، اونچا اور سطح اوپر کی اکثر ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ سرحدی لوگوں کے سروں کی طرح پیچھے سے پچکا ہوا نہ تھا۔ آپؑ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپؑ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مُبارک

آپؑ کے لب مبارک پتلے نہ تھے مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بُرے لگیں۔ دہانہ آپؑ کا متوسط تھا اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہے بعض اوقات جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپؑ عمامہ کے شملہ سے دہانہ مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔ دندان مبارک آپؑ کے آخر عمر میں خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جایا کرتی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان مبارک میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کروا لیا تھا مگر کوئی دانت نکلوایا نہیں تھا۔ مسواک آپؑ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ پیر کی ایڑیاں اکثر گرمیوں میں بعض دفعہ پھٹ جایا کرتی تھیں۔ اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی میں برابر پہنتے تھے تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجایا کرتا تھا مگر آپؑ کے پسینہ میں کبھی بُو نہیں آیا کرتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتہ بدلیں اور کیسا ہی موسم ہو۔

باقی صفحہ ۱۹ پر

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام
بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدام سے عفو و درگذر

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی
رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادموں میں سے ایک محمد اکبر خان صاحب سنوریؓ ہیں جو مدت سے دارالامان میں (نقل مکانی) کر کے آگئے ہیں اور اب یہاں ہی رہتے ہیں اس واقعہ کے قلمبند کرنے کے وقت تک وہ خدا کے فضل سے زندہ ہیں وہ حضرت صاحب کے عملی طور پر خادم تھے اور خادم کو اپنے مالک و آقا (کی خدمت میں) متعدد مرتبہ پیش ہونے کا بھی موقع ملتا ہے اور اس کی زندگی میں بہت سے ایسے واقعات آتے ہیں جبکہ اس سے کسی فرض کی ادائیگی یا تکمیل میں کوئی نقص اور کمی پیدا ہو اور اس کے کسی فعل سے مالک کے مال یا آرام پر اثر پڑے اور وہی وقت اس کے اخلاق کے ظہور اور اندازہ کا ہوتا ہے خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وطن چھوڑ کر قادیان آگئے تو ہم کو حضرت صاحب نے اپنے مکان میں ٹھہرایا حضرت صاحب کا قاعدہ تھا کہ رات کو عموماً موم بتی جلایا کرتے تھے اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے تھے جن دنوں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی ایک دفعہ حضرت صاحب کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ آئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بتی گر پڑی اور تمام مسودات جل گئے علاوہ ازیں اور بھی چند چیزوں کا نقصان ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کے کئی مسودات ضائع ہو گئے ہیں تو تمام گھر میں گھبراہٹ ہوئی میری بیوی اور لڑکی کو سخت پریشانی ہوئی کیونکہ حضرت صاحب کتابوں کے مسودات بڑی احتیاط سے رکھا کرتے تھے۔ لیکن جب حضورؑ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس واقعہ کو یہ کہہ کر رفت گذشت کر دیا کہ خدا کا بہت ہی شکر ادا کرنا چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا۔

تھوڑی دیر کیلئے اس واقعہ پر غور کیا جاوے حضور ایک کتاب تصنیف کر رہے ہیں اور شبانہ روز محنت سے اس کا مسودہ لکھا گیا ہے آن کی آن میں وہ ایک خادمہ کی غفلت اور بے پروائی سے ضائع ہو گیا ہے دوسری طرف کتاب اور پریس کے اخراجات سر پر پڑ رہے ہیں ایسے موقع پر اگر کوئی اور آقا ہو تو خدا جانے اس کے غصہ اور غضب کی کیا حالت ہوتی مگر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور فرستادہ کے عفو اور درگذر کی شان کو ملاحظہ کرو کہ اس کے قلب مطہر پر اس سے کچھ اثر ہی نہیں پڑتا۔ اور وہ نہ نقصان کی پرواہ کرتا ہے اور نہ اسے غصہ آتا ہے بلکہ اس نقصان پر خدا کا شکر اس لئے کرتا ہے کہ اس نے اپنے فضل سے مزید نقصان سے محفوظ رکھا۔

ایک اور واقعہ اسی طرح پر خان صاحب اکبر خان صاحب نے بتایا کہ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر سے حضورؑ کے مکان پر جانے کیلئے پہلے بھی اسی طرح ایک راستہ ہوتا تھا۔ جس مقام پر آج کل دروازہ ہے یہاں چھوٹی سی کھڑکی ہوتی تھی اور اس کے نیچے ایک لکڑی کی سیڑھی ہوتی تھی۔ (ایڈیٹر) جیسا کے اب ہے اور اس میں نیچے اترنے کیلئے ایک دیار کی سیڑھی لگی ہوئی تھی۔

"ایک دفعہ میں لالٹین اٹھا کر حضورؑ کو راستہ دکھانے لگا اتفاق سے لالٹین ہاتھ سے چھوٹ گئی لکڑی پر تیل پڑا اوپر سے نیچے تک آگ لگ گئی میں بہت پریشان ہوا۔ بعض لوگ بھی کچھ بولنے لگے لیکن حضورؑ نے فرمایا "خیر ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں مکان بچ گیا"۔

یہ واقعہ اپنی نوعیت میں اس پہلے سے کم نہیں بلکہ ایک طرح بڑھ کر ہے وہ غفلت تو ایک بچہ کی تھی مگر یہ حرکت ایک تجربہ کار آدمی سے وقوع میں آئی مگر حلم و عفو کے مجسمہ نے اسے بھی معاف ہی کر دیا اور اس نقصان کو نظر انداز کر کے اس بات کا خیال فرمایا کہ مکان بچ گیا۔

اس میں دراصل یہ بھی ایک سبق ہے کہ ایسے موقعہ پر انسان کس طرح پر اپنے غیظ و غضب کے جذبات کو دبا سکتا ہے اور اس کی یہی صورت ہے کہ اس نقصان عظیم کا خیال کرے جس کے ہونے کا احتمال ہو سکتا تھا۔ بہر حال آپ نے دونوں موقعوں پر درگزر سے کام لیا۔ اور نہ تو خان صاحب کو کچھ کہا اور نہ ان کی صاحبزادی کو۔

یہ واقعات آپ کی سیرت کے ایک اور پہلو پر بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ کیسا قلب مطمئن آپ کے سینہ میں تھا۔ اور کوئی گھبراہٹ اور اضطراب آپ کو آ ہی نہیں سکتی تھی چونکہ سکینت قلب پر الگ اسی کتاب میں لکھا گیا ہے اس لئے اس پر اس وقت زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔

ایک چاول چرانے والی خادمہ کا واقعہ

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحبؓ الحکم میں ہفتہ وار ایک خط لکھا کرتے تھے جو نہایت مقبول ہوتے تھے ان خطوط میں بعض میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بعض حصص بھی لکھے جو سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے الگ بھی شائع ہوئی ہے اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے۔ چور کا دل نہیں ہوتا اور اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بے تابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت ادھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے ادھر آنکلے پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا۔

"محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو" (سیرت مسیح موعود علیہ السلام ص25)

غور کرو اور بتاؤ کہ کیا یہ کسی معمولی حوصلہ اور قلب کے انسان کا کام ہے یا یہ فعل ایسے عالی ہمت سے سرزد ہو سکتا ہے جس کا دل ہر قسم کی تلخی سے صاف کر دیا گیا ہو اور کوہ وقار ہو۔ چوری کی ہے اور خوب کی ہے اور معلوم نہیں کہ کتنے دنوں اور عرصہ سے یہ کام جاری تھا مگر خدا کا برگزیدہ بندہ ظاہر ہو جانے اور پکڑے جانے پر بھی صاف معاف کر دیتا ہے اور نہ صرف معاف کرتا ہے بلکہ کچھ دے دیتا ہے اور دوسروں کو فضیحت سے روکتا ہے۔

حضرت مرزا محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب اپنی اسی سیرت میں لکھتے ہیں:۔

"محمود چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کیلئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش! اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتیں، بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہوگا اور در حقیقت عادتاً ان سب کو علیٰ قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا مگر حضرت صاحب مسکرا کر فرماتے ہیں۔

خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ "اس موقعہ پر بھی ابنائے زمانہ کی عادات سے مقابلہ کئے بغیر ایک نکتہ چین نگاہ کو اس نظارہ سے واپس نہیں ہونا چاہئے"۔

(سیرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ص20-21)

حقیقت میں اس صدمہ اور تکلیف کو وہ شخص محسوس کر سکتا ہے جس نے بحثیت ایک مصنف کے کبھی کام کیا ہو اس کی گھبراہٹ اور اضطراب کا اس وقت اندازہ کرنا چاہئے جبکہ اس کی محنت اور تلاش کی ساری متاع ایک دم میں ضائع ہو جائے مگر دیکھو! کہ یہ خدا کا برگزیدہ ذرا بھی چیں بہ جبیں نہیں ہوتا وہ اس کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور اپنے خدا پر اسے اس قدر ایمان ہے کہ وہ بہتر سے بہتر عطیہ کا یقین رکھتا ہے اس سے یہ بات باسانی سمجھ آجاتی ہے کہ اس کی تصانیف اس کی اپنی محنت اور کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ اسے خدا سے پاتا ہے اور اس کے لاانتہا خزانوں پر ایک لذیذ ایمان رکھتا ہے۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا واقعہ

اسی سلسلہ میں مولوی عبد الکریم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ۔ "ایسا ہی ایک دفعہ اتفاق ہوا جن دنوں حضورؑ ایک کتاب لکھ رہے تھے۔ مولوی نور الدین صاحب تشریف لائے حضورؑ نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضورؑ کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا۔ اور باہر سیر کو چل دیئے مولوی صاحبؓ اور جماعت بھی ساتھ تھی واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت معمولاً اندر چلے گئے۔ میں نے کسی سے کہا کہ آج حضورؑ نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے۔ اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہو رہا ہے۔ آپ نے نہایت بے تابی سے لوگوں کو دوڑایا کہ لیجیو پکڑیو! لپکیو! کاغذ راہ میں گر گیا۔ مولوی صاحبؓ اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے کہ بڑی خفت کی بات ہے؟ حضورؑ کیا کہیں گے؟ یہ عجیب ہوشیار آدمی ہے ایک کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہیں سکا۔ حضورؑ کو خبر ہوئی۔ معمولی ہشاش بشاش چہرہ تبسم ریز لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر ردوادو اور تگاپو کیوں کیا گیا؟ میرا تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ہمیں عطا فرمائے گا"۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ ص21)

اس واقعہ کو نظر امعان سے دیکھو! اگر کوئی اور شخص ہوتا تو اس کی خفگی اور خشونت کا اندازہ بھی نہ ہو سکتا۔ آپے سے باہر ہو جاتا مگر یہ عفو اور رحم کی زندہ تصویر بجائے اس کے کہ افسوس کرے بجائے اس کے کہ کوئی ذرا بھی اثر یا حرکت خفگی کی ظاہر کرے الٹا اس بات پر افسوس کرتا ہے کہ مولوی صاحب کو اس کے گم ہو جانے سے تشویش ہوئی۔ مولوی صاحب کی تکلیف کا اسے احساس ہے اور اپنے حرج اور تکلیف کو بھول ہی گیا ہے۔ دنیا کے مصنفین میں اس کی نظیر بتاؤ کبھی نہیں ملے گی۔

"ان سب باتوں کی جڑ خدائے زندہ اور قادر کی ہستی پر ایمان ہے یہ ایمان ہر وقت قویٰ کو زندہ اور تازہ رکھتا ہے اور ہر قسم کی پژمردگی اور افسردگی سے بچاتا رہتا ہے جو دنیاداروں کو بسا اوقات بڑی بڑی شرمناک حرکات پر مجبور کرتی ہے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ ص21-22)

(باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں)

تقریر
جلسہ سالانہ قادیان
1997ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خدمت اسلام

محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ اور اُس کا قانون استقرا ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ دنیا میں ہدایت و گمراہی رات اور دن کی طرح دَوری ہیں۔ جب رات کی تاریکی دنیا پر محیط ہو تو وہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ضلالت دنیا پر محیط ہو چکی ہے اور متقاضی ہے۔ کہ اُس سے نجات دلانے کیلئے نیّر النہار کا طلوع ہو۔ اس قانون کی صداقت کی تمام سماوی کتب مصدق ہیں۔ آسمانی صحیفوں کے مطابق تمام مذاہب کی حالت اپنی اصلیت سے ہٹ کر اسفل اسافلین کی انتہا پر تھی اور ظھر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ پیش کر رہی تھی۔ تمام بڑے بڑے مذاہب اس امر پر متفق تھے کہ رات کے بعد دن کا ظہور ہوگا۔ آسمانی نوشتے پورے ہو چکے ہیں کوئی کرشن علیہ السلام کا منتظر تھا کوئی عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کا حتیٰ کہ زمانہ بہ یک زبان موعود اقوام عالم کے ظہور کا منتظر تھا۔ مسلمانوں میں تو اسلام کے آغاز سے ہی امام مہدی کے ظہور کیلئے چودھویں صدی کے نام سے مسلمانوں کا بچہ بچہ آشنا تھا۔ بانئے اسلام نے آیات بعد المائتین کی جو نشان دہی فرمائی تھی اُس کے مطابق ٹھیک تیرھویں صدی اسلام کیلئے نہایت منحوس صدی ثابت ہوئی۔ اسلام پر مرثیئے لکھے گئے اور حدیث میں بیان شدہ علامات کی صداقت پر عالم اسلام نے پکار پکار کر گواہی دی۔ کسی نے کہا۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللّٰہ
(علامہ اقبال مرحوم)

کسی نے اعتراف حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط اسلام کا رہ گیا نام باقی

اِس دور میں الکفر ملۃ واحدہ متحد ہو کر اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے منصوبے بنانے میں ہمہ تن کوشاں ہوگئے۔ عیسائی 1857ء کے غدر کے بعد انگریزوں کے دور میں دنیا سے اسلام کو مٹا کر عیسائیت کے عروج کے سہانے خواب دیکھنے لگے۔ اُدھر ہندو مذہب میں کئی نئے فرقے۔ برہمو سماج۔ دیو سماج۔ آریہ سماج جنم لیکر اپنے اپنے مسلک کو دنیا میں پھیلا کر اسلام کو مٹانے کے درپے نظر آنے لگے۔ اسی دور میں 1835ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب پیدا ہوئے۔ آپ پیدائش سے ہی اسم با مسمّٰی تھے۔ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ نے اپنے ساتھ کھیلنے والی لڑکی سے اپنی دلی تمنا کا اظہار کتنے پیارے الفاظ میں فرمایا اُسے مخاطب کر کے فرمایا "میرے لئے دُعا کر کہ خدا تعالیٰ میرے نصیب میں نماز کر دے"۔ یہ الفاظ آپ کی پاک فطرت کا اظہار تھا۔ یہی الفاظ قرآن مجید نے انسانی پیدائش کی غرض و غایت کے طور پر بیان فرمائے ہیں۔

اپنی ابتدائی تعلیم کے تعلق سے حضور نے اپنی خودنوشت سوانح جو آپ کی تصنیف آئینہ کمالات اسلام میں بیان فرمائی ہے اُس میں لکھا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار نے دو فضل نامی اساتذہ سے آپ کو قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم دلائی اور پھر ایک شیعہ عالم گل علیشاہ صاحب کو تعلیم کیلئے مقرر فرمایا۔ جن سے آپ نے فارسی کی تعلیم اور ابتدائی صرف و نحو اور عربی کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار سے جو علاقہ میں مشہور طبیب حاذق تھے۔ طب کی تعلیم جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل فرمائی مگر ان علوم میں یا مزید کسی تعلیم میں حصول کمال کی طرف آپ کی طبیعت راغب نہ ہوئی اس لئے کہ آپ روحانیت کے زمرہ میں معلومات کی طرف طبیعت کا میلان رکھتے تھے اور قرآن مجید کے حقائق و معارف و دقائق و نکات کی معرفت کی طرف بشدت دلی رغبت رکھتے تھے اور قرآن مجید کی محبت کا شغف دل میں موجزن پا رہے تھے۔

قرآن مجید سے عشق

اس خصوص میں مندرجہ ذیل روایات بیان کی جاتی ہیں حضور کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ مطالعہ کیلئے سب سے زیادہ آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اُس کو پڑھتے اور اُس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اُس کو پڑھا ہو"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۰)

شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن مرحوم جو شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال کے اُستاد تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بارہ میں جب حضور سیالکوٹ میں اپنے والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں بسلسلہ ملازمت کچہری قیام فرما رہے ہیں اس کے بارہ میں آپ کی روایت ہے "آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے محترز تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع و خضوع سے تلاوت کرتے تھے اُس کی نظیر نہیں ملتی۔

(حیات طیبہ صفحات 29-33)

سیالکوٹ میں جس مکان میں حضور قیام فرما رہے ہیں اُس مکان کے مالک کے برادر میاں فضل دین صاحب کی روایت ہے کہ آپ جب کچہری سے واپس تشریف لاتے تو دروازہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ کو پیچھے مڑ کر بند نہیں کرتے تھے تاکہ گلی میں اچانک کسی نامحرم عورت پر نظر نہ پڑے۔ بلکہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ پیچھے کر کے پہلے دروازہ بند کر لیتے تھے اور پھر پیچھے مڑ کر زنجیر لگایا کرتے تھے۔ گھر میں سوائے قرآن مجید پڑھنے اور نمازوں میں لمبے لمبے سجدے کرنے کے اور آپ کا کوئی کام نہ تھا۔ بعض آیات دیواروں پر لٹکا دیا کرتے تھے اور پھر اُن پر غور کرتے رہتے تھے" (حیات طیبہ صفحات 26-27)

قرآن مجید کے فیوض و علوم سے متمتع ہونے کے تعلق سے فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے اسی محبت عشق قرآن کے باعث آپ کو انواع معارف اور اصناف اثمار لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ سے مالا مال کیا۔ جن سے آپ کو ایمانی تقویت اور مقام حق الیقین حاصل ہوا حضورؑ فرماتے ہیں" خدا تعالیٰ کی قسم میں نے اس کے ظاہر باطن اوپر نیچے اس کے ہر ہر لفظ کو نور ہی نور پایا۔ گویا روحانی باغ ہے جو پھلوں کے خوشوں سے لدا ہوا ہے اور اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اس پر سعادت کے پھل موجود ہیں۔ ان انعامات کو کسی اور طریق سے پا ہی نہیں سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ کی قسم اگر قرآن مجید کی یہ محبت مجھے عطا نہ ہوتی تو میری زندگی بے لطف ہوتی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

خدا تعالیٰ نے مجھے اس نعمت کا وافر حصہ عطا فرمایا اور مجھے مجذوبین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔ میں جواں ہوا تو میں نے جس دروازے کے کھلنے کیلئے دعا کی خدا تعالیٰ نے وہ کھول دیا اور جو نعمت طلب کی اُس نے مجھے عطا فرمائی اور جس دُعا کیلئے ابتہال اختیار کیا خدا تعالیٰ نے وہ دعا قبول فرمائی یہ سب افضال مجھے محبت قرآن اور محبت آنحضرت ﷺ کے طفیل حاصل ہوئے۔ اے خدا اس نبی (محمد ﷺ) پر آسمانی ستاروں اور زمین کے ذرات کی تعداد میں سلام پہنچا۔ یہ دونوں محبتیں جو میری فطرت میں تھیں ان کی بنا پر شروع سے خدا تعالیٰ کی معیت میرے شامل حال رہی"۔ (خود نوشت سوانح عربی ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام صفحہ 545-547)

قرآن مجید سے عشق کی بدولت جو فیوض آپ کو حاصل ہوئے یہ روحانی خزائن آپ کے تحریر فرمودہ عربی فارسی اردو لٹریچر میں محفوظ ہیں بطور نمونہ چند اشعار منظوم کلام سے پیش کئے جاتے ہیں۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

آپ نے اس سرچشمہ ہدایت کی قدر دانی اور ہمیشہ اسے حرز جان بنانے اور مقدم رکھنے کے سلسلہ میں اپنی جماعت کو تعلیم دی ہے فرماتے ہیں۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن ـ۔ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے تیرا ذریعہ حدیث ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں اُن اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے۔ قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو نہ انسان کی۔ نہ حیوان کی۔ نہ سورج کی نہ چاند کی نہ کسی ستارہ اور نہ اسباب کی نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اُس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ الخیر کلہ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں۔ جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بلا واسطہ تمہیں ہدایت دے سکے خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا۔ جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اس لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے۔ اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر

تھا اور قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری اور معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے۔ اگر تم خود اُس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ اُمید دی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو۔ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو نبیوں کو دی گئی تھیں۔ خدا کا تمہاری نسبت اُن سے زیادہ فیض رسانی کا وعدہ ہے۔ خدا نے اُن کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا۔ مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا (کشتی نوح) آپ کی بعثت سے قبل قرآن مجید کو مسلمانوں نے مہجور کی طرح پس پشت ڈال دیا تھا۔ آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اسے از سر نو وہی عظمت بخشی ہے کہ گویا یہ دوبارہ نازل ہوا ہے اور اس کے بارے میں آپ نے وہی تحدی جو جن وانس کو مخاطب کر کے قرآن نے کی تھی حرف بحرف پوری ہو چکی ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ باذنہٖ انجام پا چکا ہے نیز وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا کا فریضہ آپ کے ذریعہ شروع ہو کر آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام کے ذریعہ جاری و ساری ہے الحمدللہ۔

حقیقی اور زندہ خدا کی رہنمائی

اس دور ضلالت میں مخلوق خدا اپنے حقیقی خدا سے بیگانہ ہو چکی تھی اور ضرورت تھی کہ حقیقی خدا کا پھر نوع انسان کو چہرہ دکھایا جائے تاکہ وہ اپنے اسمی رسمی ایمان کو حقیقی ایمان میں بدل سکیں اور شرک اور گناہوں سے نجات پا کر حق الیقین کا مقام حاصل کر سکیں۔ اس بارہ میں حضور اپنی معرکۃ الآرا تصنیف منن الرحمٰن میں فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے الہام کیا کہ دین اللہ اسلام ہی ہے اور سچا رسول محمد مصطفی ﷺ سردار امام ہے جو رسول اُمّی امین ہے پس جیسا کہ عبادت صرف خدا تعالیٰ کیلئے مسلّم ہے اور وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے اس کی پیروی کی جائے اور اس بات میں واحد ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہے پس میں نے اس کی ہدایت سے ہدایت پائی اور اس کی روشنی سے میں نے حق کو دیکھا اور اُس کے دونوں ہاتھوں نے مجھے اُٹھایا اور میرے رب نے میری ایسی پرورش کی جیسا کہ وہ ان لوگوں کی پرورش کرتا ہے جن کو اپنی طرف کھینچتا ہے اُس نے مجھ کو ہدایت دی اور علم بخشا اور دکھلایا جو دکھلایا یہاں تک کہ میں نے دلائل قاطعہ کے ساتھ حق کو پہچان لیا اور روشن براہین کے ساتھ حقیقت کو پا لیا اور میں حق الیقین تک پہنچ گیا۔ اور بخدا میرے منہ سے کوئی کلمہ نہیں نکلا اور نہ کوئی حقیقت مجھ پر کھلی مگر اس طرح پر کہ خدا ہی نے مجھے سمجھایا اور خدا ہی نے مجھے سکھلایا اور اس واقعہ کا خدا کو علم ہے اور وہ سب گواہوں سے بہتر گواہ ہے اسی نے مجھ پر احسان کیا اور وہ تمام محسنوں سے بہتر گواہ ہے۔ (اقتباسات منن الرحمٰن صفحات 24-23)

آپ کی خدا تعالیٰ کے بارہ میں تعلیم کا نمونہ

فرمایا "کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے ہم اس پر ایمان لائے ہم نے اُس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے۔ جس نے مجھے اس زمانہ کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح وحی پائی۔ ہم نے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں۔ کیا ہی قادر و قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دعا کرو تو جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو۔ جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں۔ جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں وہ مردود ہیں۔ اُن کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی۔ وہ اندھے ہیں نہ سجاکھے۔ وہ مردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں۔ اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں۔ سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دعا کیلئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا تعالیٰ کی قدرت کے عجائب دیکھے گا۔ جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ ہے اس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو کہ خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا کیا تو اس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں جو صدق و وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اُس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق و وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے۔ جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں۔ کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں"

(کشتی نوح صفحہ ۲۹۔۳۱)

دعوت الی اللہ

اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

۱۔ از خدا باشد خدارا یافتن
نے بہ مکر و حیلہ و تدبیر و فن
ترجمہ:۔ خدا کی مدد سے ہی خدا کو پا سکتے ہیں۔ نہ کہ چالاکی حیلہ اور مکر و فریب کے ساتھ

۲۔ ہر کہ حق رایافت از الہام یافت
ہر رخے کو تافت از الہام تافت
ترجمہ: جس کسی نے خدا کو پایا الہام سے پایا ہر ایک چہرہ جو چمکا وہ الہام سے چمکا۔

۳۔ عشق از الہام آمد در جہاں
درد از الہام شد آتش فشاں
ترجمہ: عشق الہام ہی کی وجہ سے دنیا میں آیا اور درد نے الہام ہی کی وجہ سے آتش فشانی کی

۴۔ ہمہ ایں راست ست لاف نیست
امتحان کن گر اعتراف نیست
ترجمہ: سب سچ ہے مبالغہ نہیں ہے۔ اگر تجھے یقین نہیں تو امتحان کرلے

۵۔ وعدۂ کج بطالباں ندھم
کاذبم گر از نشاں نہ دھم
ترجمہ: طالبوں سے غلط وعدہ نہیں کرتا۔ اگر اس کا پتہ نہ بتاؤں تو جھوٹا ہوں۔

۶۔ من خود از بہر ایں نشاں زادم
دیگر از ہر غمے دل آزادم
ترجمہ: میں خود اس نشان کو دکھلانے کیلئے پیدا ہوا ہوں۔ دوسرے تمام غموں اور فکروں سے آزاد ہوں

۷۔ بشنوید اے مردگان من زندہ ام
اے شان تیرہ من تابندہ ام
ترجمہ: اے مُردو سن لو کہ میں زندہ ہوں اے اندھیری رات تم بھی سن لو کہ میں روشن ہوں۔

۸۔ ایں دو چشم من کہ زیب ایں سرم
بیند آں یارے کہ یار دلبرم
ترجمہ: یہ دونوں آنکھیں جو میرے سر کی زینت ہیں۔ اُس یار کو دیکھتی ہیں جو میرا دلبر ہے

۹۔ ایں قدم تا عرش حق دارد گذر
وایں دو گوشم را رسد از حق خبر
ترجمہ: میرے اس قدم کی سیر خدا کے عرش تک پہنچتی ہے اور میرے یہ دونوں کانوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خبریں ملتی ہیں۔

۱۰۔ اے مزور گر بیائی سوئے ما
واز وفا رخت افگنی در کوئے ما
ترجمہ: اے فریب خوردہ انسان اگر تو ہماری طرف آئے اور ہمارے پاس وفادار ہو کر رہے۔

۱۱۔ واز سر صدق و صداقت پروری
روزگارے در حضور ما بری
ترجمہ۔ گر تو سچا بن کر اور طلب حق کی نیت سے کچھ عرصہ ہمارے پاس رہے۔

۱۲۔ من نے خواہم کہ آزارے دہم
بر سر ہر ماہ دینارے دہم
ترجمہ۔ میں نہیں چاہتا کہ اس معاملہ میں تجھے کوئی تکلیف دوں بلکہ ہر ماہ ایک اشرفی تیرے اخراجات کیلئے دینے کو تیار ہوں۔

۱۳۔ ہم چنیں یک سال می باید تیام
از من ایں عہد است واز تو التزام
ترجمہ۔ اس طرح ایک سال تک ہرے پاس رہنا چاہئے میری طرف سے یہ عہد ہے اور تیری طرف سے پابندی ضروری ہے۔

۱۴۔ گر گذشت ایں سال و عدم بے نشان
ہر چہ گوئی بعد ازاں
ترجمہ۔ اگر میرے وعدہ کا سال بغیر کسی نشان کے گذر گیا تو تجھے جو کچھ کہنا ہے اس کے بعد کہو۔

۱۵۔ صالحاں را ایں طریق و سنت است
راہ استعجال راہ لعنت است
ترجمہ۔ یہی صلحا کا طریقہ اور ان کی سنت ہے جلد بازی کا رستہ لعنت کی راہ ہے۔

از کودکی تادم واپسی خدمت اسلام کے بے نظیر کارنامے

ہر کسے رہبر کار ساختند اس مقولہ کے سچے اور کامل مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اپنے منظوم کلام میں کیا خوب اس کا اظہار فرمایا ہے۔

۱۔ بہر مذہب غور کردم بسے
شنیدم بدل حجت ہر کسے
ترجمہ۔ میں نے ہر مذہب پر غور کیا اور ہر شخص کی دلیل کو توجہ سے سنا

۲۔ بخواندم ز ہر ملتے دفترے
بدیدم ز ہر قوم دانشورے
ترجمہ۔ میں نے ہر مذہب کی بہت سی کتابوں کو پڑھا اور ہر قوم کے عقل مندوں کو دیکھا

۳۔ ہم از کودکی سوئے ایں تاختم
دریں شغل خود را بینداختم
ترجمہ۔ بچپن سے ہی میں نے اس (راہ) کی طرف توجہ کی اور اپنے تئیں اسی شغل میں ڈالدیا

۴۔ جوانی ہمہ اندریں باختم
دل از غیر ایں کار پرداختم
ترجمہ۔ اپنی جوانی بھی میں نے اسی میں خرچ کی۔ اور دل کو اور کاموں سے فارغ کر دیا

۵۔ بماندم دریں غم زمانِ دراز
نخفتم ز فکرش شبانِ دراز
ترجمہ۔ میں ایک لمبا عرصہ اسی غم میں مبتلا اور اسی بات کی فکر میں راتوں نہیں سویا۔

۶۔ نگہ کردم از روئے صدق وسداد
بترس خدا وبعدل وبہ داد

ترجمہ۔ میں نے حق وراستی کو مد نظر رکھ کر اور خدا کا خوف کرکے عدل وانصاف کے ساتھ خوب غور کیا۔

۷۔ چو اسلام دینے قوی ومتین
ندیدم کہ بر منبعش آفرین

ترجمہ۔ تو میں نے اسلام کی مانند قوی اور مضبوط دین اور کوئی نہیں پایا۔ اس کے منبع پر آفرین ہو۔

۸۔ چناں دارد ایں دینِ صفایش بیش
کہ حاسد بہ بیند درو روئے خویش

ترجمہ۔ یہ دین اس قدر اعلیٰ صفائی رکھتا ہے کہ حاسد کو اس میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔

۹۔ نماید ازاں گونہ راہ صفا
کہ گردد بصدقش خرد رہنما

ترجمہ۔ یہ دین اس طرح پاکیزگی کا راستہ دکھاتا ہے کہ عقل اُس کے صدق پر گواہی دیتی ہے۔

۱۰۔ ہمہ حکمت آموز وعقل وداد
رہاند زہر نوع جہل وفساد

ترجمہ۔ یہ سراسر حکمت عقل اور انصاف سکھاتا ہے اور ہر قسم کی جہالت اور فساد سے بچاتا ہے۔

۱۱۔ ندارد دگر مثل خود در بلاد
خلافش طریقے کہ مثلش مباد

ترجمہ۔ اس جیسا مذہب دنیا میں اور کوئی نہیں اس کے مخالف جو بھی طریقہ ہے خدا کرے وہ نابود ہو جائے۔

۱۲۔ اگر نامسلماں خبر داشتے
بجاں جنسِ اسلام نگذاشتے

ترجمہ۔ اگر غیر مسلم عقل رکھتا تو جان دے دیتا۔ مگر جنس اسلام کو نہ چھوڑتا۔

(درثمین صفحہ 35-34)

آپ نے اپنی بعثت کی غرض. خدمت اسلام بیان فرمائی ہے۔

آپ کی بعثت بوقت ضرورت اصلاح فساد کیلئے ہوئی ہے۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۱۶)

۲۔ اس کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اُٹھا کر بھی اس کے دین کیلئے خدمت بجا لاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق وصدق تمامتر انجام دوں۔ اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے۔ اب کسی کے کہنے سے میں رک نہیں سکتا اور نہ نعوذ باللہ اُس کے الہامی احکام کو بنظر استخفاف دیکھ سکتا ہوں۔ بلکہ اُن مقدس حکموں کی نہایت تکریم کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اِسی خدمت میں صرف ہو اور در حقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔ ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے اور اس قدر وسعت معاش حاصل ہو کہ تمام سامان عیش کے جو دنیا میں ایک شہنشاہ کیلئے ممکن ہیں وہ سب عیش اُسے حاصل ہوں پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ہے جس کی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کھلتی ہیں"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 35-36)

۳۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا میں اس زمانہ کے اوہام دور کروں اور ٹھوکر سے بچاؤں۔

(حاشیہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ 269)

۴۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا دہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو اُن لوگوں کے حملہ سے بچاوے جو فلسفہ اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 251)

۵۔ اسلام کی خوبیاں ظاہر کرنے اور فلسفی الزاموں سے اسلام کو پاک کرنے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع دلانے کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 339)

۶۔ تاکہ اُمت میں جو فرقہ بندی اور اختلاف حدیثوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اس کو مٹاؤں اور قرآن مجید کو اُن کے دین کا قبلہ بناؤں۔

(آئینہ کمالات اسلام 559-560)

۷۔ خدا نے مجھے حکم بنا کر بھیجا ہے۔

(آئینہ کمالات صفحہ 560)

اپنی عمر کے تمام حصوں میں خدمت اسلام جن کا خود نوشت سوانح میں آپ نے ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ فرمایا "میں پندرہ برس کا تھا۔ جب سے اُن کے اور میرے درمیان مباحثات شروع ہیں۔ ان کے پاس صرف اعتراض ہی اعتراض ہیں۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۳۰)

۲۔ بیس سال کی عمر میں آپ نے برہموں اور پادریوں سے مباحثات کئے اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۵۴۷)

۳۔ دعویٰ سے قبل حضور اپنے معمول تبلیغ کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

اپنے طور پر میری عادت تھی کہ غیر مذاہب کے خلاف اخبارات میں مضامین دیتا تھا اور اسلام کی صداقت کے ظہور میں کوشاں رہتا تھا۔ اُن ایام میں ایک عیسائی کا اخبار سفیر ہند نامی نکلا کرتا تھا اور ایک برہموں کا رسالہ بنام برادر ہند شائع ہوتا تھا۔ اِن ہر دو میں مضامین میں نے لکھے تھے مگر اِن مضامین میں ہمارا مطلب صرف عقلی دلائل کے پیش کرنے کا ہوتا تھا اور وحی الٰہی اور نشانات کے دکھانے کا کوئی خیال نہ تھا"

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۹ صفحہ ۱۱۔ ۱۷ راگست ۱۹۰۷)

تصنیف قطبی (براہین احمدیہ) کے ذریعہ عقائد باطلہ کا استیصال

اپنی معرکۃ الآرا تصنیف کتاب براہین احمدیہ کہ جس میں تین سو مضبوط دلائل سے حقیقت اسلام ثابت کی گئی ہے اور ہر ایک مخالف کے عقائد باطلہ کا استیصال کیا گیا ہے کہ گویا اس مذہب کو ذبح کیا گیا ہے کہ پھر زندہ نہیں ہوگا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۲)

ہر مذہب وملت کے ماننے والوں پر اتمام حجت فرمایا۔ "چونکہ زبانی تقریروں میں انسان کو سوچنے کا بہت کم موقع ملتا ہے۔۔۔ سلسلہ تحریر میں میں نے اتمام حجت کے واسطے 70-75 کتابیں لکھیں اور ان میں ہر ایک جداگانہ طور پر ایسی جامع ہے کہ اگر کوئی طالب حق اور طالب تحقیق ان کا غور سے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اُس کو حق وباطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ بہم نہ پہنچ جائے ہم نے اپنی عمر میں ایک بھاری ذخیرہ معلومات کا جمع کر دیا ہے اور جہاں تک ممکن تھا ان کی اشاعت کی گئی ہے اور دوست اور دشمنوں نے ان کو پڑھا بھی ہے۔۔۔ معقولی رنگ میں اور منقولی طور پر تو اب ہم اپنے کام کو ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔ البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔ اب اگر کوئی ہدایت نہ پاوے تو یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۹)

مندرجہ بالا اقتباس آپکی زندگی بھر کی بذریعہ تحریر وتقریر کا نہایت جامع انداز سے اظہار ہے جس کی وضاحت کیلئے ضخیم کتب مرتب ہو سکتی ہیں۔

آپکی تائید سماوی اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ اتمام حجت

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پے من نعرہ زن چوں بیقرار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شان سے فریضہ رشد وہدایت سرانجام دیا ہے کہ دنیا کے تمام باخبر انسانوں پر حجت تمام کر دی۔ صداقت اسلام کو آشکار کرنے کیلئے گویا روئے زمین کو ہلا کر رکھ دیا۔ خدا تعالیٰ نے بھی آپ کو ہر طرح کی تائید ونصرت سے نوازا حتی کہ ازلی وابدی شقی کے علاوہ کسی سعید الفطرت کیلئے دم مارنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ حضورؑ فرماتے ہیں "میرا خدا جو آسمان وزمین کا مالک ہے۔ میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی قتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں"

(اربعین نمبر ۱۔ صفحہ ۳۴۶ روحانی خزائن جلد ۱۷)

خدا شناسی کے اعتبار سے مذاہب غیر کے بارہ میں مسلم الکل اصول۔

"ہر ایک مذہب کی خدا شناسی کے اگر زوائد او رمخلوق پرستی کا حصہ الگ کر دیا جائے جو باقی رہے گا۔ وہی توحید اسلامی ہے۔ گویا یہ مسلم الکل ہے"۔

(کتاب البریہ صفحہ ۵۴)

آنحضرت صلعم کی شان میں بدگوئی اور دشنام دہی کرنے والوں کے بارہ میں غیرت ایمانی

فرمایا "تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ جو آل رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم کی کی گئی دکھا"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 52)

آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کے مظہر اتم

آپ آنحضرت صلعم کے بروز کامل تھے اور آیت وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے مظہر اتم تھے آپ کی جماعت مثیل صحابہؓ تھی جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

آپ کو خدا تعالیٰ نے اُمتی نبی کا مقام آنحضرت ﷺ کی کامل متابعت میں عطا فرمایا۔ آپ نے اپنے لٹریچر میں اپنے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ کی تمام انبیا علیہم السلام پر فضیلت کو اپنے ایمان کا جزو اعظم قرار دیا ہے اور اپنے بارہ میں کمال فروتنی سے اظہار فرمایا ہے کہ اگر پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تب بھی اُن برکات کو ہر گز نہ پاسکتا۔ جو آپ کی متابعت میں حاصل ہوئی ہیں آپ کی سیرت کا خلاصہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں یہی ہے کہ کان خلقہ حب محمد واتباعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آپ ہر نبی کے ظل اور بروز تھے۔ ہر نبی کی اعلیٰ صفات اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ طاقتیں آپ میں جلوہ گر تھیں۔ اگر کسی نبی کا مثیل آپ کو کہا جا سکتا ہے تو صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کا اور بس۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی حقیقی شان مندرجہ ذیل الہام میں بیان فرمائی ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء یعنی اللہ تعالیٰ کا شیر نبیوں کے لباس میں علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی عبادت الٰہی سے متعلق چند ایمان افروز روایات

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنکا بچپن، جوانی اور بڑھاپا بے داغ اور نور کی مانند روشن اور خدا کے عشق اور عبادت میں مصروف گزرا اور کسی موقعہ پر بھی خدا کی یاد آپ کے دل سے جدا نہ ہوئی ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت الٰہی کے چند واقعات درج ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو شروع سے ہی نماز سے گہرا تعلق اور لگاؤ تھا جو عمر کے آخر تک ایک نشہ کی صورت میں آپ کے دل ودماغ پر طاری رہا......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہی فطری رجحانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یاد الٰہی میری دولت ہے اور مخلوق خدا میرا عیال اور خاندان ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 73،72)

قادیان کے ایک قریبی گاؤں کا ایک معمر ہندو جاٹ بیان کیا کرتا تھا کہ:-

"میں مرزا صاحب سے میں سال بڑا ہوں۔ بڑے مرزا صاحب کے پاس میرا بہت آنا جانا تھا۔ میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی بڑا افسر یا رئیس بڑے مرزا صاحب سے ملنے آتا تھا تو باتوں باتوں میں ان سے پوچھتا تھا کہ مرزا صاحب آپ کے بڑے لڑکے (یعنی غلام قادرؒ) کے ساتھ تو ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن آپ کے چھوٹے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا وہ جواب دیتے تھے کہ ہاں میرا دوسرا لڑکا غلام قادر سے چھوٹا ہے تو سہی پر وہ الگ رہتا ہے......

پھر وہ کسی کو بھیج کر مرزا صاحب کو بلواتے تھے۔ چنانچہ آپ آنکھیں نیچی کئے ہوئے آتے اور والد صاحب کے پاس ذرا فاصلے پر بیٹھ جاتے اور یہ عادت تھی کہ بایاں ہاتھ اکثر منہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور کچھ نہ بولتے اور نہ کسی کی طرف دیکھتے۔ بڑے مرزا صاحب فرماتے کہ اب تو آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا۔ بڑے مرزا صاحب کہا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا تو مسیتڑ ہے نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے اور پھر وہ ہنس کر کہتے چلو تمہیں کسی مسجد میں ملاں کروا دیتا ہوں دس من دانے تو گھر میں کھانے کو آجایا کریں گے۔ (تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 83-84)

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے رستہ نظر آجائے۔ کام سے فارغ ہونے کے بعد آپ گھر تشریف لے جاتے اور کمرہ بند کر کے قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہیئے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ ایک دن سراغ رساں گروہ نے آپ کی خفیہ سازش کو بھانپ لیا یعنی انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلّی پر رونق افروز ہیں۔ قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقت اور الحاح وزاری اور کرب وبلا سے دست بدعا ہیں کہ "یا اللہ تیرا کلام ہے تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں۔" (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 121-122)

اسی عرصہ ملازمت کے دوران علامہ اقبال کے استاد سید میر حسن صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:-

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں معروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔" (حیات طیبہ صفحہ 25)

آپ سفر میں ہوتے یا حضر میں عدالت میں ہوتے یا اپنی رہائش گاہ پر یاد الٰہی سے آپ ایک لحہ کے لئے بھی غافل نہیں رہتے تھے بلکہ زندگی کا ہر تغیر آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کا باعث بنتا تھا۔ ڈلہوزی کے سفروں کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ جب کبھی ڈلہوزی جانے کا مجھے اتفاق ہوتا تو پہاڑوں کے سبزہ زار حصوں اور بہتے ہوئے پانیوں کو دیکھ کر طبیعت میں بے اختیار اللہ کی حمد کا جوش پیدا ہوتا اور عبادت میں ایک مزہ آتا اور میں دیکھتا تھا کہ تنہائی کیلئے وہاں اچھا موقع ملتا ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 106)

اسی کیفیت کو ایک دوسری جگہ یوں بیان فرماتے ہیں:-

چشم مست ہر حسیں، ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف، ہر گیسوئے خمدار کا
چشمہ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تیری چمکار کا

آپ کو ہر چند کہ مقدمات سے طبعاً بیزاری تھی لیکن والد بزرگوار کی اطاعت میں ان کا حکم مانتے ہوئے بعض اوقات آپ کو مقدمات کی پیروی کے لئے عدالتوں اور کچہریوں میں جانا پڑتا۔ مقدمات خواہ کتنے ہی پیچیدہ اہم اور آپ کی ذات یا خاندان کے لئے دور رس نتائج کے حامل ہوتے آپ نماز کی ادائیگی کو ہر صورت میں مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کا ریکارڈ ہے کہ آپ نے مقدمات کے دوران کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہونے دی۔ عین کچہری میں نماز کا وقت آتا تو اس کمال محویت اور ذوق و شوق سے معروف نماز ہو جاتے کہ گویا آپ صرف نماز پڑھنے کیلئے آئے ہیں۔ کوئی اور کام آپ کے مد نظر نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ خدا کے حضور کھڑے عجز و نیاز کر رہے ہوتے اور مقدمہ میں طلبی ہو جاتی مگر آپ کے استغراق، توکل علیٰ اللہ اور حضور قلب کا یہ عالم تھا کہ جب تک مولائے حقیقی کے آستانہ پر جی بھر کر الحاح وزوری نہ کر لیتے اس کے دربار سے واپسی کا خیال تک نہ لاتے چنانچہ خود فرماتے ہیں:-

"میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ عدالت سے آواز آئی مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا مگر عدالت نے پرواہ نہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا کہ میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔ یہ تو ایک الٰہی نشان تھا جو آپ کے کمال درجہ انقطاع وابتہال کے نتیجہ میں نمودار ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 107)

آپ کے طریق عبادت کے متعلق چشم دید گواہ حضرت مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال فرماتے ہیں کہ آپ مسجد میں فرض نماز ادا کرتے۔ سنتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ سو جاتے تھے اور نصف رات کے بعد آپ جاگ پڑتے اور نفل ادا کرتے اس کے بعد قرآن مجید پڑھنے کی غرض سے مٹی کا دیا آپ جلاتے تھے، تلاوت فجر کی اذان تک کرتے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 171)

1875ء کے آخر میں جناب الٰہی سے آپ کو روزوں کے ایک عظیم مجاہدہ کا ارشاد ہوا چنانچہ اس کی تعمیل میں آپ نے آٹھ یا نو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یہ انوار الٰہی کی بارش کے دن تھے جن میں آپ کو عالم روحانی کی سیر کرائی گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 181-182)

آپ کا ہر لحہ خدا کی یاد میں محو گزرتا اور آپ ہر وقت خدا کے وصال کی خواہش کرتے نظر آتے ہیں:-

اے سر وجان ودل وہر ذرہ ام قربان تو
بر دلم بکشاز رحمت ہر در عرفان تو
فلسفی کز عقل مے جوید ترا دیوانہ ہست
دور تراز خردہا آں رہ پنہان تو
عاشقان روئے خود در ہر دو عالم میدہی
ہر دو عالم ہیچ پیش دیدہ غلمان تو

(چشمہ مسیحی)

یعنی اے وہ کہ تجھ پر میرا دل سر اور میری جان اور میرا ہر ذرہ قربان ہے تو اپنے رحم و کرم سے میرے دل پر اپنے عرفان کا ہر رستہ کھول دے وہ فلسفی تو دراصل عقل سے کورا ہے جو تجھے عقل کے ذریعہ سے تلاش کرتا ہے کیونکہ تیرا پوشیدہ رستہ عقلوں سے دور اور نظروں سے مستور ہے یہ سب لوگ تیری مقدس بارگاہ سے بے خبر ہیں۔ تیرے دروازہ تک جب بھی کوئی شخص پہنچا ہے تو صرف تیرے احسان کے نتیجہ میں ہی پہنچا ہے۔ تو بے شک اپنے عاشقوں کو دونوں جہان بخش دیتا ہے مگر تیرے غلاموں کی نظر میں دونوں جہانوں کی کیا حقیقت ہے؟ وہ تو صرف تیرے منہ کے بھوکے ہوتے ہیں۔

ان شعروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس ناز سے فرماتے ہیں کہ اے خدا بے شک تو نے مجھے دونوں جہانوں کی نعمتیں دی ہیں مجھے اس سے کیا میں تو چاہتا ہوں کہ رب ارنی انظر الیک۔

(سیرت طیبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 14-15)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی بھی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ تھا اکثر فرمایا کرتے تھے:-

"جو دم غافل سو دم کافر" علاوہ فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کے نماز تہجد نہایت سوز و گداز اور خشوع اور خضوع سے پڑھتے تھے اور پچھلی رات کا کافی حصہ اس میں گزارتے۔ آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ فجر کی نماز سے ذرا پہلے اٹھ کر کچھ نفل پڑھ لیں بلکہ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ رات کا پچھلا حصہ نہایت سوز و گداز سے نماز میں گذارا جائے۔ اشراق کی نماز بھی پڑھا کرتے تھے لیکن نماز تہجد نہایت التزام سے پڑھتے تھے اور ہر ایک نماز خواہ وہ دن کی ہو یا رات کی تعدیل ارکان کے ساتھ اور حضور قلب اور خشوع اور خضوع سے گزارنا آپ کی عادت تھی۔ مسجد میں آپ کی نماز نہایت متانت اور ادب کا پہلو لئے ہوئے ہوتی تھی۔ لوگوں کے سامنے نماز میں رونا اور منہ بسورنا آپ کی عادت نہ تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ دعا میں گریہ و زاری اور خشوع و خضوع کے لئے اس قدر تنہائی اور خلوت کی ضرورت ہوتی ہے اگر اس وقت اتفاقیہ کوئی شخص اس تخلیہ میں آجائے تو ایک مومن ویسی ہی شرمندگی محسوس کرتا ہے کہ جیسے شوہر اور بیوی کی ہم بستری کے وقت اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔

(مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ 1345-1346)

ایک دفعہ جبکہ حضور علیہ السلام کمرہ عدالت میں بہ سبب سماعت مقدمہ تشریف فرما تھے اور نماز ظہر کا وقت گزر گیا اور نماز عصر کا وقت بھی تنگ ہو گیا تب حضور نے عدالت سے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی اور باہر آکر برآمدے میں ہی اکیلے ہر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

(ذکر حبیب صفحہ 111)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ذکر حبیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"میں بچپن سے روزے رکھنے کا عادی ہوں ایک دفعہ بچپن میں روزہ رکھا بیمار ہو گیا مگر اس کے بعد 29 روزے پورے رکھے تکلیف نہیں ہوئی۔ تب میرے لئے خوشی کی عید تھی۔ روزے کی خاص برکات ہوتی ہیں جیسا کہ ہر میوے میں جدا ذائقہ ہوتا ہے ایسا ہی ہر وقت عبادت میں جدا لذت ہوتی ہے۔ (ذکر حبیب صفحہ 249)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی بیان فرماتے ہیں کہ:-

"غفار (ملازم حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کا کام اتنا ہی تھا کہ جب آپ مقدمات کے لئے سفر کرتے تو وہ ساتھ ہوتا اور لوٹا اور مصلّی اس کے پاس ہوتا۔ ان دنوں آپ کا معمول یہ تھا کہ رات کو بہت کم سوتے اور اکثر حصہ جاگتے اور رات بھر نہایت رقت آمیز لہجہ میں گنگناتے رہتے۔

(شمائل احمد صفحہ 44)

آپ کو عبادت الٰہی کی جو چاٹ بچپن میں لگی تھی اور جوانی میں جو زہد و عبادت پروان چڑھا وہ ذوق و شوق مرتے دم تک ساتھ رہا یہاں تک کہ مرض الموت میں جبکہ انتہائی نحیف و نزار ہو چکے تھے اور ضعف اور کمزوری بھی بہت تھی لیکن جب بھی ہوش آیا تو نماز کا پوچھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مرض الموت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

...... صبح کی نماز کا وقت ہوا تو اس وقت جبکہ خاکسار بھی پاس کھڑا تھا نحیف آواز میں دریافت فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ ایک خادم نے عرض کیا ہاں حضور ہو گیا ہے۔ اس پر آپ نے بستر کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیت باندھی مگر اسی دوران بے ہوشی کی حالت ہو گئی۔ جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ عرض کیا گیا ہاں حضور ہو گیا ہے پھر دوبارہ نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی اس کے بعد نیم بیہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا تھا وہی الفاظ "اللہ میرے پیارے اللہ" سنائی دیتے تھے۔"

(حیات طیبہ صفحہ 355-356)

(بشکریہ ماہنامہ خالد ربوہ - مارچ 1993)

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
کیا کروں تعریف حُسن یار کی اور کیا لکھوں
اِک اَدا سے ہو گیا میں سَیلِ نفس دُوں سے پار
قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

(کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت کاسر صلیب"

فخر احمد چیمہ مدرس مدرسۃ المعلمین قادیان

تیرھویں صدی کا آخر تھا اور دور اسلام جس نے ہمیشہ رواداری اور امن و آشتی کی تعلیم دی خود تمام مذاہب کے غلیظ اعتراضات کا نشانہ بن رہا تھا ہر طرف سے دشمن حملہ آور ہو رہا تھا۔ نیز ہندوستان پر انگریزی حکومت کا تسلط تھا جو عیسائیت کی تبلیغ میں بڑے پیمانے پر برسر پیکار تھی۔ ہندوستان جملہ مذاہب کا اکھاڑا بن چکا تھا۔ ہر مذہب و ملت کے علماء جہاں دوسرے مذاہب کو عقائد کے لحاظ سے مات دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے وہاں بانیان مذاہب کی ذات پر گند اچھالنے میں بھی کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے۔

یہ ماحول اور فضا انگریزی حکومت کے ہونے کے باعث جہاں عیسائیت کیلئے انتہائی سازگار تھی وہاں مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ ناسازگار کیونکہ مسلمانوں کیلئے ان کی مقدس شریعت قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہر نبی اور قوم کے ہادی کی عزت و تکریم کرنا ایمان کا لازمی جزو تھا۔ لہٰذا وہ کسی نبی اور ہادی کی توہین و تحقیر تو کجا اُن کی ذرّہ بھر تخفیف بھی گناہ کبیرہ تصور کرتے تھے۔ ایسے ماحول میں اگر کوئی غریب تھا تو وہ اسلام تھا۔ کیونکہ اسلام کے محافظ اور رکھوالے علماء اس قابل نہ تھے کہ ان اعتراضات کا دفاع کرتے۔ اسلام کی اس کمزوری اور دشمنوں کے حملوں کے کئی پہلو تھے ایک پہلو جدید علوم کی روشنی میں مذہبی اعتراضات کا تھا۔ حیات مسیح کے عقیدہ کی وجہ سے مسلمان عیسائی پادریوں کے سامنے بے بس ہو چکے تھے۔ ہر سال لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے جا رہے تھے۔

اور عیسائی پادری اور منّاد اس قدر پُر اُمید تھے کہ علی الاعلان وہ یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ ہم عنقریب مدینہ منورہ اور مکہ پر عیسائیت کے پرچم لہرا دیں گے۔

ایسے میں ضرورت تھی کہ کوئی مرد میدان بن کر باہر نکلے نیز عالم اسلام بھی کسی پہلوان کی راہ دیکھ رہا تھا جو اسلام کو پہلی سی عظمت و شوکت سے ہمکنار کر دے۔

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وہ اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اوّل میں میں ہوں اور مسیح موعود جس کے آخر میں ہوگا۔

الغرض اس وقت اسلام کو درحقیقت ایک مسیح کی ہی ضرورت تھی۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ اس نے عالم اسلام کی دعاؤں کو سنا اور قادیان کی گمنام بستی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اسلام کے غلبہ بر ادیان باطلہ کیلئے آپ کو خلعت ماموریت سے سرفراز فرمایا اور مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر بھیجا۔ چونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کا سب سے اہم کام کسر صلیب ہے۔ آپ کی زیادہ تر توجہ عیسائی پادریوں سے مباحثات کی طرف رہی۔ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ زمانے نوبت بہ نوبت آتے ہیں اور یہ زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے کسر صلیب کا زمانہ ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

"زمانے میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دنیا سے اٹھا دے گا عوض معاوضہ گلہ ندارد"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۰۱-۲۰۲ جلد ۲۲)

آپ نے بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ اس امر کا اعلان کیا کہ اب خدا نے اپنی تقدیر نافذ کرنے کیلئے اپنے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔ اور اس کام کیلئے خدا نے آپ کے ساتھ فرشتوں کو بھی اتارا ہے۔ آپ نے تحدی کے ساتھ فرمایا کہ یہ کسر صلیب ہو کر رہے گی اور دنیا کی کوئی طاقت اب اس میں روک نہیں بن سکتی حضور فرماتے ہیں کہ:

"مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کیلئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کے کچلنے کیلئے دیئے گئے ہیں"۔

(فتح اسلام حاشیہ صفحہ ۱۱ جلد ۳)

نیز حضور نے نہایت وضاحت کے ساتھ دنیا پر یہ بات روشن کر دی کہ یہ کسر صلیب ایسی کامل و مکمل ہوگی کہ پھر اس صلیب کے جڑنے یا اس کے مذہب کے دوبارہ غالب آنے کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔

اس موقعہ پر اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ کسر صلیب سے مراد یہ نہیں کہ مسیح موعود ان لکڑی یا لوہے کی صلیبوں کو توڑتا پھرے گا جو گرجا گھروں کے اوپر لگی ہوتی ہیں کیونکہ ایسا کرنا ایک لغو اور بے فائدہ بات ہے انبیاء کی شان ان کاموں سے بہت بالا ہے۔ پس کسر صلیب کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ اس مذہب اور اس کے باطل عقائد کو نیست و نابود کرنا چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۲۲۱ پر لکھا ہے کہ:

"یکسر الصلیب ای یبطل النصرانیہ"

یعنی وہ نصرانی مذہب (عیسائیت) کو باطل ثابت کر دے گا۔"

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کسر صلیب کا جو لفظ حدیثوں میں آیا ہے وہ بطور مجاز کے استعمال کیا گیا ہے اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دینی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے اور جس شخص نے ایسا خیال کیا اس نے خطا کی ہے بلکہ اس لفظ سے مراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے۔"

(نجم الہدیٰ حاشیہ صفحہ ۷۸ جلد ۱۴)

پھر حضور فرماتے ہیں کہ کسر صلیب سے یہ بھی مراد نہیں کہ کوئی عیسائی باقی نہیں رہے گا بلکہ یہ مراد ہے کہ عیسائیت مغلوب ہو جائے گی چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ:

"یہ خیال بھی غلط ہے کہ کوئی عیسائی دنیا میں نہ رہیگا اسلام ہی اسلام ہو گا جبکہ خدا تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ان کا وجود قیامت تک رہے گا۔ مطلب یہ ہے کہ نصاریٰ کا مذہب ہلاک ہوگا۔ اور عیسائیت نے جو عظمت دلوں پر حاصل کی ہے وہ نہ رہے گی۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۱۳)

الغرض مسیح موعودؑ کے زمانے میں کسر صلیب ہونا ابتداء سے مقدر تھا اور یہ کسر صلیب حضور کے مبارک دور سے ہو رہی ہے حضور نے یہ بھی بیان فرمایا کہ کسر صلیب کس طرح ہو گی اور کتنے عرصہ میں ہوگی۔ حضور فرماتے ہیں:

"طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہئے؟ .... اس کا جواب یہ ہے کہ .... مسیح موعود کا منصب ... یہ ہے کہ حجج عقلیہ اور آیات سماویہ اور دعا سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طرح سے صلیب توڑا جائے گا۔ یہانتک کہ ہر ایک محقق نظر سے اس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی۔ اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔

(کتاب البریہ صفحہ ۳۰۵ جلد ۱۳)

ابتداء دعویٰ سے ہی حضور علیہ السلام کی مرکزی توجہ کسر صلیب کی طرف رہی ہے۔ خود حضور فرماتے ہیں کہ میں پندرہ برس کا تھا جب سے کہ عیسائیوں سے میرے مباحثات شروع ہیں۔ عیسائیت سے رد کے معاملہ میں حضور کو ایک خاص جوش عطا ہوا تھا۔ حضور نے اس زمانے میں سیف کا کام قلم سے دکھایا چونکہ دشمن بھی قلم کے ذریعہ ہی اسلام پر حملہ آور ہوا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلطان القلم کا لقب عطا کر کے آپ کے علم کلام میں ایک خاص تاثیر اور قوت اور برکت رکھ دی تھی۔ حضور فرماتے ہیں کہ:

"میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم کو اٹھا کر پھر اس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔"

(نشان آسمانی صفحہ ۴۸ زیر عنوان ضروری گزارش جلد ۴)

پھر آپ کی قلم سے وہ عظیم الشان اور انقلاب آفریں لٹریچر پیدا ہوا کہ جس نے تمام مذہبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ اور ایسے دلائل اور براہین عیسائیت کے مقابل پر استعمال کیں کہ کسر صلیب کا کماحقہٗ حق ادا کر دیا۔ حضور فرماتے ہیں:

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں مسلمانوں میں پانچ خطرناک اور گمراہ کن عقیدے پائے جاتے تھے یعنی حضرت مسیح ناصری سنت اللہ کے خلاف اس جسم عنصری سے آسمان پر زندہ ہیں دوئم یہ کہ مسیح ناصری علیہ السلام خلق کیا کرتے تھے سوئم حضرت مسیح ناصری حقیقی مردے زندہ کیا کرتے تھے چہارم کہ جب دجال خروج کرے گا تب اس فتنہ سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ مسیح ناصری کو دنیا میں بھیجے گا۔ پنجم یہ کہ حضرت مسیح ناصری کے سوا کوئی نبی بھی مس شیطان سے پاک نہیں ہے۔

یہ پانچ نہایت خطرناک خیالات تھے جو اس وقت مسلمانوں میں عام ہو رہے تھے اور پادری مسلمانوں کے ان غلط عقائد کا بھرپور فائدہ اُٹھا رہے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید سے ان پانچوں عقائد کا غلط ہونا ثابت کر دیا اور بتایا کہ یہ سب خیالات بعد کی ملاوٹ ہیں اس سے مسلمان جو عیسائیوں کے ہاتھوں زک ہو رہے تھے کسی قدر محفوظ ہو گئے۔ یہ ایک بہت بھاری احسان ہے جو حضورؑ نے مسلمانوں پر کیا ہے۔

اس کے بعد حضور نے عیسائیت کے باطل عقائد کا بطلان ثابت کیا۔ اس وقت عیسائیوں میں تین عقائد خوب رائج تھے۔ ایک تثلیث یعنی عقیدہ کہ خدا کے تین اقنوم ہیں۔ (۱) باپ جو عرف میں خدا کہلاتا ہے۔ (۲) بیٹا یعنی مسیح ناصری

جو جامہ انسانیت میں دنیا میں آیا (۳) روح القدس جو گویا بیٹے اور باپ کے درمیان واسطہ ہے۔

دوسرا اصل جس کو مسیحیت پیش کرتی ہے یہ تھا کہ حضرت مسیح ناصری دراصل خدا ہیں۔ اور تیسرا اصل کفارہ یعنی ہر وہ انسان جو مسیح ناصری کی صلیبی موت پر ایمان لائے گا وہ نجات پا جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان تینوں عقائد کا باطل ہونا خوب زور شور کے ساتھ ثابت کر دیا۔

حضور فرماتے ہیں کہ:

تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے کیا کسی نے سنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو۔ اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہو عیسائی مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ ہر ایک بات میں غلطی اور ہر ایک امر میں لغزش ہے۔

(چشمہ مسیحی صـ ۱۴۳ جلد ۲۰)

نیز فرماتے ہیں کہ:

"سچ تو یہ ہے کہ تثلیث کی تعلیم انجیل میں بھی موجود نہیں۔ انجیل میں بھی جہاں تعلیم کا بیان ہے ان تمام مقامات میں تثلیث کی نسبت اشارہ تک نہیں بلکہ خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتی ہے چنانچہ بڑے بڑے معاند پادریوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ انجیل میں تثلیث کی تعلیم نہیں"

(چشمہ مسیحی صـ ۴۲ جلد ۲۰)

الوہیت مسیح کے عقیدہ کو حضور باطل ٹھہراتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مسیح نے کہیں اپنی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا یہودیوں کے پتھراؤ کرنے پر اور اس کفر کے الزام پر ان کا قولی اور کتابی محاورہ پیش کر کے نجات پائی۔ اپنی خدائی کا کوئی ثبوت نہ دیا"۔

(ملفوظات جلد سوم صـ ۱۳۵-۱۳۶)

اس کے بعد عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:

اے عیسائیو یاد رکھو کہ مسیح ابن مریم ہرگز ہرگز خدا نہیں ہے تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ خدا کی عظمت مخلوق کو مت دو ان باتوں کے سننے سے ہمارا دل کانپتا ہے کہ تم ایک مخلوق ضعیف اور درماندہ کو خدا خدا کر کے پکارتے ہو۔ سچے خدا کی طرف آجاؤ تا تمہارا بھلا ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہو۔

(کتاب البریہ صـ ۳۷ جلد ۱۳)

کفارے کے عقیدہ کو باطل ثابت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:

عیسائیوں کا یہ اصول کہ خدا نے دنیا سے پیار کر کے دنیا کو نجات دینے کا انتظام یہ کیا کہ نافرمانوں اور کافروں اور بدکاروں کا گناہ اپنے پیارے بیٹے یسوع پر ڈال دیا اور دنیا کو گناہ سے چھڑانے کیلئے اس کو لعنتی بنایا اور لعنت کی لکڑی سے لٹکایا یہ اصول ہر ایک پہلو سے فاسد اور قابل شرم ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ صـ ۳۴)

الغرض حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک طرف جہاں مسلمانوں کے غلط خیالات درج کئے دوسری طرف عیسائیت کے تمام بے بنیاد اور باطل عقائد کا قلع قمع کیا۔ اور اس طرح سے دجالیت کی عمارت کو پاش پاش کر دیا۔ مسلمانوں میں حیات مسیح کا عقیدہ اس کثرت سے پھیل گیا تھا کہ یہ ایک بنیادی نکتہ تھا جس کی وجہ سے مسیحی پادری اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔

لہٰذا حضور نے قرآن و احادیث سے وفات مسیح کو ثابت کر دیا اور عالم اسلام پر اس حقیقت کو کھول دیا کہ اگر وہ عیسائیت کو مغلوب اور اسلام کو غالب دیکھنا چاہتے ہیں تو مسیحیوں پر عیسیٰؑ کو فوت شدہ ثابت کر دیں۔

حضور فرماتے ہیں کہ:

خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔

(کشتی نوح صـ ۱۵)

فرماتے ہیں کہ تم عیسیٰؑ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی کو آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔ (ملفوظات جلد دہم صـ ۴۵۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے علاوہ دلائل و براہین سے وفات مسیح کے ثابت کرنے کے ایک اور طریق سے بھی کسر صلیب کی یعنی حضور نے دُعا اور روحانی مقابلوں اور زبردست الٰہی نشانوں کے ذریعہ مسیحیت کے مقابل پر اسلام کو غالب کر دیا۔

چنانچہ پادری عبداللہ آتھم کے مقابل پر جو پیشگوئی آپ نے کی اُس کی ہیبت تمام عالم نے محسوس کی اسی طرح امریکہ میں ڈاکٹر ایلگزنڈر ڈوئی حضور کی دُعا کے نتیجہ میں ہلاک ہوا ان سب باتوں نے مل کر عیسائیت کو وہ کاری شکست دی کہ اب کوئی مسیحی پادری بھی کسی احمدی مناظر کے مدّ مقابل آنے سے ڈرتا ہے۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

خداتعالیٰ نے ایک طرف تو مجھے آسمانی نشان عطا فرمائے ہیں اور کوئی نہیں کہ ان میں میرا مقابلہ کر سکے اور دنیا میں کوئی عیسائی ایسا نہیں کہ جو آسمانی نشان میرے مقابلہ پر دکھلا سکے اور دوسرے خدا کے فضل اور کرم اور رحم نے میرے پر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے نہ آسمان پر چڑھے بلکہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کے ملک میں آئے اور اس جگہ وفات پائی یہ باتیں صرف قصہ کہانیوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ بہت سے کامل ثبوتوں کے ساتھ ثابت ہو گئی ہیں.... اسلئے میں زور سے اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس کسر صلیب کا بخاری میں وعدہ تھا اس کا پورا سامان مجھے عطا کیا گیا ہے اور ہر ایک عقل سلیم گواہی دے گی کہ بجز اس صورت کے اور کوئی موثر اور معقول صورت کسر صلیب کی نہیں"۔

(تریاق القلوب صـ ۳۹-۴۰ جلد ۱۵)

بقیہ صفحہ (15)

حضرت حافظ حامدؓ علی کا واقعہ

اوپر کے واقعات سے پایا جاتا ہے کہ کوئی کتنا ہی بڑا نقصان کر دے آپ معاف کر دیتے اور معمولی چشم نمائی بھی نہیں کرتے تھے اور اس میں ایسا اثر اور جادو تھا کہ انسان ایک فوری تبدیلی کیلئے تیار ہو جاتا تھا حافظ حامد علی صاحبؓ حضورؑ کے پرانے خدام میں سے تھے اور باوجود ایک خادم ہونے کے حضرت صاحب ان سے اس قسم کا برتاؤ اور معاملہ کرتے تھے جیسا کسی عزیز سے کیا جاتا ہے اور یہ بات حافظ حامد علی صاحبؓ ہی پر موقوف نہ تھی حضور کا ہر ایک خادم اپنی نسبت یہی سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی عزیز آپ کو نہیں۔ بہر حال حافظ حامد علی صاحب کو ایک دفعہ کچھ لفافے اور کارڈ آپ نے دیئے کہ ڈاک خانہ میں ڈال آؤ حافظ حامد علی صاحبؓ کا حافظہ کچھ ایسا ہی تھا پس وہ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور اپنے مفوض کو بھول گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد حضرت میاں محمود کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑتے ہوئے آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں آپ نے دیکھا تو وہی خطوط تھے جن میں بعض رجسٹرڈ خط بھی تھے اور آپ ان کے جواب کے منتظر تھے۔ حامد علیؓ کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا ہی کہا۔

"حامد علی! تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام کیا کرو"

ضروری اور نہایت ضروری خطوط جن کے جواب کا انتظار مگر خادم کی غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں اور بجائے ڈاک میں جانے کے وہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں جا ملتے ہیں اس پر کوئی بازپرس کوئی سزا اور کوئی تنبیہہ نہیں کی جاتی!

حافظ غلام محی الدینؓ کا واقعہ

حافظ غلام محی الدینؓ بھیرہ کے باشندہ تھے اور حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے رضاعی بھائی تھے حضرت مولوی صاحب کے ساتھ ہی قادیان میں آگئے اور آپ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ وہ مولوی صاحب کے مکان میں ڈیوڑھی کے اس کمرے میں رہا کرتے تھے جو مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے اندرونی دروازہ کے بالمقابل ہے یا یوں کہہ کہ ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ کو ہے اور جس کی کھڑکیاں گلی کی طرف ہیں

حافظ صاحب جلد سازی کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کی ڈاک لایا کرتے تھے۔ اور ڈاک لے بھی جایا کرتے تھے۔ چونکہ ڈاک خانہ میں وہی جایا کرتے تھے اس لئے دوسرے اکثر دوستوں کے خطوط لے آتے اور جب ڈاک میں ڈالنے کو جاتے تو لے بھی جاتے۔ اس وقت ڈاک خانہ معمولی ایک برانچ آفس تھا اور کوئی لیٹر بکس شہر میں نہیں رکھا ہوا تھا خصوصیت کے ساتھ وہ اس کام کو حضورؑ کی خدمت یقین کر کے کرتے تھے۔

پنڈت لیکھرام کے متعلق پیش خبری جب پوری ہوئی اور وہ لاہور میں قتل ہو گیا تو اس سلسلہ میں آپکی خانہ تلاشی بھی ہوئی۔ یہ تلاشی بجائے خود ایک نشان تھا۔ اسی سلسلہ میں حافظ غلام محی الدینؓ صاحب کے حجرہ کی بھی تلاشی ہو گئی اس تلاشی میں بہت سے خطوط تو ایسے برآمد ہوئے جو ابھی حضورؑ کے پاس نہیں پہنچے تھے اور بہت سے ایسے نکلے تھے جو ابھی ڈاک میں ڈالے نہ گئے تھے۔ بات یہ تھی کہ حافظ صاحب ڈاک لاتے تو اپنے حجرہ میں بیٹھ کر سارٹ کرتے اسی حالت میں بعض خطوط رکھ دیئے گئے اور ان کا اٹھانا یاد نہ رہا۔ اسی طرح کوئی آیا اور خط دے گیا کہ ڈاک خانہ میں ڈالنا ہے اور وہ بھول گئے غرض اس طرح پر بہت سے خطوط ان کے حجرہ سے نکلے جو نہ تو تقسیم ہوئے تھے اور نہ ڈاک میں ڈالے گئے تھے۔ حضورؑ کو اطلاع ہوئی اور اس وقت اس کا علم ہو جانا لازمی تھا۔ کیونکہ ان کے حجرہ کی تلاشی ہو رہی تھی پولیس کو یہ خیال تھا کہ کوئی خط و کتابت پائی جاوے جس سے اس قتل کا تعلق ہو اور حافظ صاحب چونکہ ایک قسم کے پوسٹ ماسٹر بنے ہوئے تھے اس لئے ان کے کاغذات کو دیکھا گیا تھا۔

غرض جب حضور علیہ السلام کو علم ہوا اور وہ خطوط بھی پیش ہوئے تو آپ نے حافظ صاحب سے ہنستے ہوئے پوچھا کہ "حافظ جی! یہ خط رکھنے کیلئے تو نہیں دیئے گئے تھے اگر آج یہ نہ دیکھے جاتے تو پتہ بھی نہ لگتا اور ہم سمجھتے رہتے کہ خط لکھ دیا ہوا ہے ادھر دوسرے لوگ سمجھتے کہ ہم خط لکھ چکے ہیں خیر جو ہو گیا اچھا ہو گیا مصلحت الٰہی یہی ہو گی"

حافظ صاحب بیچارے شرمندہ اور نادم تھے مگر حضورؑ نے اس سے زیادہ نہ کچھ کہا اور نہ پھر کبھی ذکر ہی کیا کہ کوئی ایسا واقعہ ہوا تھا۔ اور نہ ان کو اس ڈاک کے کام سے معزول کیا بلکہ وہی ہمیشہ جب تک زندہ رہے اور کام کرنے کے قابل رہے ڈاک خانہ سے جا کر ڈاک لاتے اور حضورؑ کے اپنے دیئے ہوئے خطوط ڈاک خانہ میں جا کر پوسٹ کرتے۔

ارشاد نبوی ﷺ
خَيرُ الزّادِ التَّقوىٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652
رہائش- 243-0794, 27-0471

لعنت کی مار

نہ روزہ رکھنے دیا نہ عید کرنے دی

(مقصود احمد بھٹی مبلغ بنگلور)

ماہ نومبر 1998 سے بنگلور میں علماء نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جماعت احمدیہ کے خلاف منعقد ہونے والے اجلاسات میں جس بے باکی جھوٹ اور فریب سے عوام الناس میں غلط فہمی پیدا کرنے کیلئے جو ظالمانہ پروپیگنڈہ کیا وہ اپنی نوعیت کا انوکھا پروپیگنڈہ تھا۔ مساجد میں کھڑے ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت ذات پر اور جماعت احمدیہ کے عقائد پر جو کچھ بیان کیا گیا۔ اُن کو تحریر کرنے یا بیان کرنے سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ ان علماء کے ظالمانہ پروپیگنڈہ کے جواب میں جماعت کی طرف سے رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے ایک پمفلٹ شائع کر کے عوام کو بتایا گیا کہ علماء جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت جھوٹا اور ظالمانہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا جماعت احمدیہ یہ معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہوئے فیصلہ خدا پر چھوڑتی ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔ تحریر کر کے رمضان میں جھوٹے اور سچوں میں امتیاز کرنے کیلئے عوام سے دُعا کی درخواست کرتی ہے۔ چنانچہ عین عید کے وقت علماء پر جو لعنت پڑی قارئین بدر کے ازدیاد ایمان کیلئے تحریر ہے۔

۲۹ر رمضان المبارک کی شب تمام مسلمانوں کو عید الفطر کے چاند کا بے صبری سے انتظار تھا نہ صرف شہر بنگلور میں بلکہ جگہ جگہ مسلمان یا تو آسمان کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھے۔ یا پھر ریڈیو اور ٹی وی کی خبروں کو دیکھ اور سن رہے تھے کہ کہیں سے چاند دکھائی دینے کی خبر ملے تا کہ کل عید منائی جاسکے ملک بھر میں رویت ہلال کے اجلاسات بھی ہو رہے تھے تا کہ کہیں سے مصدقہ خبر ملے تو عید کا اعلان کیا جائے۔ بنگلور میں بھی رویت ہلال کمیٹی اور علماء کرام کے اجلاسات ہو رہے تھے۔ غروب آفتاب سے لیکر رات تاریک ہونے تک اس کمیٹی کو کوئی مصدقہ خبر نہیں ملی اور نہ ہی دہلی وغیرہ سے رابطہ کر کے معین اطلاع حاصل کرنے کی ہلال کمیٹی نے کوشش کی۔ نماز عشاء اور تراویح کی ادائیگی کے قریب کمیٹی نے اپنا فیصلہ دیا کہ چونکہ ریاست میں کسی جگہ چاند نظر نہیں آیا لہٰذا کل عید نہیں ہوگی مساجد میں نماز عشاء و تراویح کی ادائیگی ہو رہی تھی یا پھر ہونے والی تھی کہ دہلی دوردرشن سے یہ خبر نشر ہوئی کہ چاند نظر آ گیا ہے۔ لہٰذا کل ملک بھر میں عید منائی جائیگی۔ یہ خبر سنتے ہی شہر بنگلور کی عوام میں ایک اضطراب شروع ہو گیا اور رویت ہلال کمیٹی اور مساجد کے ذمہ داروں سے رابطے شروع کئے گئے لیکن رویت ہلال کمیٹی اور علماء اپنے فیصلہ پر اٹل رہے کہ چونکہ ریاست میں چاند نظر نہیں آیا۔ دہلی میں چاند نظر آنے کی صورت میں یہاں پر عید نہیں منائی جائے گی بلکہ روزہ رکھا جائے گا پھر بھی عوام میں بے چینی تھی کہ دہلی میں چاند دیکھنے کی گواہی مل چکی ہے۔ روزہ کیسے رکھا جاسکتا ہے۔ اسی بے چینی میں مسلمان مبتلا تھے کہ رات تین بجے مساجد سے یہ اعلان ہونے لگا کہ مسلمان آج سحری نہ کریں۔ آج روزہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ ہی آج عید منائی جائے گی۔ عید چار شنبہ (یعنی 21 جنوری) کو ہوگی۔ چنانچہ اس اعلان کے پیش نظر جن تک یہ پیغام پہنچا انہوں نے روزہ نہیں رکھا۔ جن تک یہ اعلان نہیں پہنچ سکا انہوں نے سحری کی اور روزہ رکھا۔ لیکن علماء کے فتوے کے مطابق دن میں روزہ داروں کے روزے کھجوریں تقسیم کروا کر تڑوائے گئے۔ کہ آج روزہ رکھنا حرام ہے۔ اس دن جہاں شمالی ہندوستان اور دیگر ممالک میں عید منائی جا رہی تھی وہاں خصوصاً بنگلور شہر اور ریاست بھر میں مسلمان علماء کی راہنمائی حاصل کرنے اور دو متضاد فیصلوں پر وضاحت حاصل کرنے مساجد اور اسلامی اداروں کے چکر لگا رہے تھے اور بازاروں میں بے چینی اور کھلبلی کا عالم تھا۔ یہ دن گذرا مورخہ 99-2-21 بروز چہار شنبہ کو مضطرب دلوں سے مسلمانوں نے عید منائی۔ عید میں وہ جوش نہیں تھا جو ہونا چاہئے تھا۔ عید کے دن ہی بعض مساجد میں اور عید گاہوں میں ان متضاد فیصلوں پر علماء اور عوام میں بحث مباحثے شروع ہو گئے کہ علماء نے کس شرعی جواز کے مطابق نہ عید کرنے دی اور نہ ہی مسلمانوں کو روزہ رکھنے دیا۔ لہٰذا اس کا شرعی جواز پیش کیا جائے۔ علماء کی اپنی بے بسی دیکھیں آپس میں متحد نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر الزام لگانے شروع کئے۔ اور عوام کو نہ کسی عالم نے اور نہ رویت ہلال کمیٹی (وقف بورڈ) نے کوئی شرعی جواز پیش کر کے مطمئن کیا بلکہ یہ بات مزید طول پکڑتی گئی اور عوام علماء کے اس فیصلہ پر مزید متنفر ہوتے گئے۔ نہ صرف گھر گھر گلی گلی ان باتوں کا چرچا شروع ہوا۔ اخبارات میں ہر روز مضامین اور مراسلے آنا شروع ہو گئے اور اب بھی یہ دستور جاری ہے کہ نہ عید منانے دی اور نہ روزہ رکھنے دیا اس کا ذمہ دار کون؟ بعض نے کھلے عام لکھا کہ اس کے ذمہ دار علماء ہیں۔ گویا اب تک ایک ماحول بنا ہوا ہے کہ اُمت عید کے چاند کو لیکر بجائے عید کی خوشی منانے کے علماء کے ایسے متضاد فیصلوں پر علماء اور ذمہ داروں کے نام ماتم منا رہے ہیں مورخہ 1.2.99 کی اطلاع کے مطابق ایک وکیل نے اُمت مسلمہ سے مذاق اور علماء کی صحیح راہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے رؤیت ہلال کمیٹی اور علماء کے خلاف عدالت میں کیس کر دیا ہے۔ اور علماء سے ایک لاکھ روپے بطور حرجانہ وصول کرنے کی عدالت سے درخواست کی ہے۔ بہر کیف معاملہ کہاں تک بڑھے گا اور اُونٹ کس کروٹ بیٹھے گا یہ وقت ہی بتائے گا۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام۔ انی مھین من اراد اھانتک۔ یعنی میں اُسے ذلیل کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ بھی کرے گا۔ ہمارے سامنے پورا ہوا۔

کچھ تو سوچو ہوش کر کے کیا یہ معمولی ہے بات
جس کا چرچا کر رہا ہے ہر بشر اور ہر دیار
مٹ گئے حیلے تمہارے ہوگئی حجت تمام
اب کہو کس پر ہوئی اے منکرو لعنت کی مار

(حضرت مسیح موعودؑ)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست 1999ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلہ کی شرائط

۱۔ درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳۔ کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

عمر 17 سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ پاس ہونے کی صورت میں عمر 22 سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔

۶۔ حفظ کلاس کے لئے عمر 10-12 سال سے زائد نہ ہو قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔

۸۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز 15 جولائی 99 تک ارسال کر دیں۔

☆۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆۔ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

☆۔ امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے۔ رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا۔ **اردو:**...... ایک مضمون اور درخواست۔

انگلش:...... مضمون درخواست۔ ترجمہ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو۔ گرامر۔

انٹرویو:۔ اسلامیات۔ جنرل نالج۔ انگلش ریڈنگ۔ اردو ریڈنگ تلاوت قرآن کریم۔

(ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

درخواست دُعا

خاکسار کے خسر محترم مبارک احمد صاحب ایڈوکیٹ تیماپور کی طبیعت سردی لگنے کے باعث علیل ہے انہیں سولاپور ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے اسی طرح خاکسار کی خوشدامنہ صاحبہ بھی جوڑوں کی درد سے کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں تمام احباب سے ہر دو کی کامل صحت یابی کیلئے درخواست دُعا ہے۔

(محمد لقمان دہلوی قادیان)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002 ☎ 6707555

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت برائے سال 1998-99

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 1998-99 کیلئے درج ذیل مجلس عاملہ کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین رنگ میں مفوضہ خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب	:	نائب صدر اوّل و مہتمم وقفِ جدید
مکرم خالد محمود صاحب	:	نائب صدر دوم و مہتمم صنعت و تجارت
مکرم زین الدین صاحب حامد	:	معتمد
مکرم مظفر احمد صاحب ناصر	:	مہتمم تحریک جدید
مکرم شیخ محمود احمد صاحب	:	مہتمم صحتِ جسمانی
مکرم حبیب احمد صاحب طارق	:	مہتمم مال
مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ	:	مہتمم اطفال
مکرم منصور احمد صاحب	:	مہتمم اشاعت
مکرم ایم ابو بکر صاحب	:	مہتمم تبلیغ
مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ	:	مہتمم عمومی
مکرم محمد اسماعیل طاہر صاحب	:	مہتمم خدمت خلق
مکرم تسنیم احمد صاحب بٹ	:	مہتمم تعلیم
مکرم شیخ اسحاق احمد صاحب	:	مہتمم تربیت
مکرم مصباح الدین صاحب	:	مہتمم تجنید
مکرم سی۔ شمس الدین صاحب	:	مہتمم وقار عمل
مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب	:	مہتمم مقامی
مکرم شعیب احمد صاحب	:	محاسب

بقیہ صفحہ: (13)

آپ کی وفات کے بعد اخبارات میں آپ کے کارناموں اور خدمات کے بارہ میں ذکر خیر

(اخبار وکیل میں مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے)

"وہ شخص بہت بڑا شخص۔ جس کا قلم سحر تھا۔ اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔۔۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ اور مٹانے کیلئے اُسے امتداد زمانہ کے حوالہ کرکے صبر کرلیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی دنیا میں انقلاب پیدا ہو۔ ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں مرزا صاحب کی اس رفعت نے اُن کے بعض دعاوی اور معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہوگیا اور اُس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اُس شاندار مدافعت کا جو اُس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست وپامال رکھا۔ آئندہ بھی جاری رہے مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ میں اُن سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کرچکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیا نہیں ہوسکتا کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو محافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہوکر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں سسک رہے تھے اور اسلام کیلئے کچھ نہ کرتے تھے یا کرسکتے تھے۔ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سرانجام دی ہے۔ اُن کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہوجائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظرانداز کی جاسکیں۔۔۔ فطری ذہانت مشق و مہارت اور مسلسل بحث مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک خاص شان پیدا کردی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذہب غیر پر اُن کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کرسکتے تھے۔ تلقین و تبلیغ کا یہ ملکہ اُن میں پیدا ہوگیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا مشرب و ملت کا ہو اُن کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑجاتا تھا۔ آئیندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کردے۔ متعدد اخباروں نے نہایت شاندار الفاظ میں آپ کی خدمات کا ذکر کیا ہے مگر اس مختصر مضمون میں اسی پر اکتفا ہے خدا تعالیٰ تمام روئے زمین کے لوگوں کو آپ پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے تا غلبہ اسلام جلد از جلد ظاہر ہو اور دنیا کو ظلم سے نجات ملے امن وامان نصیب ہو فقط والسلام

علی من اتبع الھدیٰ

منقولات

روزنامہ قومی آواز مورخہ ۲۱جون ۹۸ کے آخری صفحہ پر احمدیوں اور بعض غیر احمدیوں کی سرگرمیوں کے بارہ میں شائع ہونے والے ایک مضمون پر جناب طاہر صدیقی صاحب ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف انڈیا کا حقیقت افروز تبصرہ۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کا چکر

مکرمی!

روزنامہ قومی آواز مورخہ ۲۱جون ۹۸ء میں آخری صفحہ پر قادیانیوں اور بعض مسلم لیڈروں کی سرگرمیوں کے بارہ میں آپ نے جلی سرخیوں کے ساتھ جو خبر شائع کی ہے وہ آپ کے بلند پایہ اخبار کو زیب نہیں دیتی یا تو آپ قادیانی مکتبہ فکر کا بیان بھی اسی موضوع پر حاصل کرتے اور دونوں فریقوں کے تاثرات ایک ساتھ دیتے۔

یہ تو بھاجپائی انداز فکر ہے کہ جس فرقہ کو کمزور پایا اسے جاکر دبوچ لیا اس کا عبادت خانہ توڑ پھوڑ کر وہاں اپنا سامان رکھ دیا سبھی عقاید کے رہنماؤں نے دستور ہند کو پڑھنے اور اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ آرٹیکل ۲۵ واضح لفظوں میں تمام لوگوں کو مساوی طور پر ضمیر کی آزادی کے ساتھ کسی بھی مذہب کو اختیار کرکے اس پر عمل کرنے اور اسے پھیلانے کی گارنٹی دیتا ہے۔

پچھلے دنوں ایک جماعت نے اس بات پر فخر محسوس کیا تھا کہ اس کے ورکروں نے اپنی عضلاتی قوت سے قادیانیوں کے ایک جلسہ کو اسی سرزمین دہلی پر درہم برہم کردیا تھا۔ اور اپنی اس حرکت کی خبر آپکے اخبار میں دیکر اپنا نام کیا تھا۔

پاکستان میں شیعہ سنی اور یہاں مسلمان اور قادیانی ایک عجیب و غریب مسئلہ بن گئے ہیں۔ قادیانیوں کے بارے میں آج تک یہ خبر سننے میں نہیں آئی ہے کہ انہوں نے کوئی جلسہ جلوس توڑا پھوڑا ہو۔ وہ مسلمان ہیں یا نہیں یہ ایک جداگانہ بحث ہے لیکن وہ آئین اور انسانی حقوق کے دائرہ میں ضرور آتے ہیں۔ یہ کہنا کہ انہیں انگریزوں کی سرپرستی حاصل ہے ایک بے تکی بات ہے۔ پہلے سنتے تھے کہ فرنگیوں نے ہندو مسلم نفاق پیدا کیا تھا اب موجودہ ہندوستان میں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کون فرقہ وارانہ فسادات کرتا ہے اور کون کس کی شہ پر ایک مظلوم فرقہ کی عبادت گاہیں دھڑلے سے توڑدیتا ہے؟

اس تمام شر وفساد کا تعلق انسان کے اپنے طریقہ فکر سے ہوتا ہے۔ حکمران فرقہ کے اچھے خاصے تعلیم یافتہ لوگ مذاہب کے بارے میں کتنی بے ڈھب باتیں کرتے ہیں۔ کیا وہ اب تک انگریزوں کے بہکانے میں ہیں؟ یہ سب جھوٹی شہرت کے لیے کیا جاتا ہے۔ متحدہ ہندوستان کے پنجابی قادیانیوں نے ۱۳-۱۹۱۲ء میں انگلستان جاکر وہاں کے کئی ذی حیثیت انگریزوں کو مسلمان کردیا تھا۔ ایک احمدی (یعنی قادیانی) جناب خواجہ کمال الدین مرحوم نے لارہیڈلے اور ڈاکٹر مارکوس کو کلمہ طیبہ پڑھایا تھا جو ایک کارنامہ عظیم تھا۔

قادیانیوں کے بارے میں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ ہاتھ پاؤں سے نہیں دماغ سے لڑتے ہیں۔ وہ ہمہ وقت تحقیق و جستجو میں مصروف رہتے ہیں اور مجھ جیسے کم دماغ مسلمان ان کے پیچھے ڈنڈا لے کر دوڑتے ہیں۔ پاکستان میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے احمدیوں کو خارج از اسلام کیا تو قانون قدرت نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ یہ ایک الگ موضوع ہے۔ آج پاکستانی حکمران ساری دنیا کو یہ یقین دلانے کے لئے تھکے جارہے ہیں کہ ان کے یہاں قادیانیوں کو انسانی حقوق حاصل ہیں۔

ہندوستانی مسلمان مخالفانہ رویہ سے قادیانیوں کو کچل نہیں سکتے اور نہ بھاجپائی یا کسی دوسری پارٹی کی حکومت اس معاملہ میں ان کی کوئی مدد کرسکتی ہے۔ صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو شیعہ یا سنی کہتے ہیں اور قادیانی تبلیغات سے اختلاف رکھتے ہیں وہ اپنی علمی قابلیت سے ایسی مطبوعات جاری کریں جو قادیانی عقیدہ کی تصنیفات کا توڑ بن سکیں۔ بیان بازی اور دھینگا مشتی سے کام نہیں چلے گا حکومت ہماری کیا مدد کرے گی، کیا وہ دستور ہند کی گارنٹی کے خلاف قادیانیوں کی سرزنش کرسکتی ہے ہرگز نہیں۔

عام مسلمانوں کے لئے مناسب ہوگا کہ وہ حصول علم اور اپنے کاروبار کی طرف متوجہ ہوں اور ایسے اسکالر میدان میں لائیں جو قادیانی لٹریچر کا مؤثر جواب دے سکیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ قادیانیوں کو نشانہ بنانے والی جماعتوں کو زیادہ پبلسٹی نہ دیں ورنہ اس کا چسکہ لگ جانے سے وہ اسی کو اپنے لئے کافی سمجھ کر اپنے آپ کو بے اثر بنانے میں مصروف رہیں گی جس سے کلمہ گویوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

طاہر صدیقی

ایڈوکیٹ، سپریم کورٹ آف انڈیا

۱۳۰-پٹیالہ ہاؤس، تلک مارگ نئی دہلی-۱۱۰۰۰۱

(قومی آواز)

درخواست دُعا

خاکسار کے والدین بہن بھائیوں نیز نومولود بیٹے کی صحت وسلامتی درازی عمر کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(اعانت بدر-/۵۰)(عبدالغنی راتھر ناصر آباد کشمیر)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۵۰۵۵:- میں مرضیہ خاتون زوجہ مکرم حمید محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۵ء ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۷-۱۰-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کی گئی ہے۔

۱- زرعی زمین ۱۴ گونٹھ موجودہ قیمت مبلغ -/۷۰۰۰ روپے
۲- چین طلائی دو تولہ قیمت مبلغ -/۱۰۰۰۰ روپے
۳- رنگ طلائی ½ تولہ قیمت مبلغ -/۲۵۰۰ روپے
۴- چوڑیاں طلائی ½ تولہ قیمت -/۲۵۰۰ روپے
۵- حق مہر مبلغ -/۶۰۰ روپے

میں مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں رہن سہن کے معیار کے مطابق ماہوار مبلغ -/۳۰۰ روپیہ کے اخراجات پر حصہ آمد چندہ ادا کرتی رہوں گی۔

اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد
فضل الرحمن خان سیکرٹری مال کیرنگ — مرضیہ خاتون — شیخ ابراہیم صدر جماعت کیرنگ

وصیت نمبر ۱۵۰۵۶:- میں کے ایم محمد رفیق ولد مکرم ای پی ایم ابو بکر کویا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۸۹ء ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ کلائی ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۸-۴-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میرے والدین ابھی احمدی نہیں ہیں والدین کی جائیداد ہے مگر مجھے ابھی کوئی حصہ نہیں ملا ہے جب حصہ ملے گا دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع کردوں گا۔

کالیکٹ میں ایک پلاٹ جو اہلیہ کا ہے۔ اس پر مکان تعمیر کر رہا ہوں۔ مکان میرا ہے اور زمین اہلیہ کی ہے اس کے علاوہ مزید کوئی جائیداد نہیں ہے۔ جب کوئی جائیداد بناؤں گا اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کردوں گا۔

ذریعہ آمد تجارت ہے سالانہ آمد -/۳۶۰۰۰ روپیہ ہوتی ہے۔ ۱۹۹۰ء سے حصہ آمد میں ذرائع آمد کے مطابق حصہ آمد میں ادائیگی کرتا رہا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔

اس کے علاوہ اگر کبھی مزید کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
وسیم احمد صدیقی انسپکٹر بیت المال آمد قادیان — کے ایم محمد رفیق — محمد مقبول طاہر قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۵۷:- میں سیدہ صالحہ بیگم بنت مکرم سید یوسف شاہ صاحب مرحوم قوم سید پیشہ ریٹائرڈ ملازمہ عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن نئی بستی ڈاکخانہ اسلام آباد ضلع اننت ناگ صوبہ جموں کشمیر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۸-۹-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹۸ء کو ریٹائر ہوئی ہوں۔ اس تاریخ تک میرے ذمہ جو بھی چندہ کی رقم قابل وصول تھی ادا کر دی گئی ہے۔ اول جولائی ۱۹۹۸ء سے پنشن ملتی ہے۔ مگر ابھی تک رقم پنشن وغیرہ مقرر نہیں ہوئی ہے۔ جو بھی پنشن مقرر ہوگی بحساب پنشن بک خاکسارہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

جائیداد کے طور پر بارہ تولہ سونا زیورات میرے پاس ہیں جس کی قیمت بحساب نرخ بازاری آج کی تاریخ میں چار ہزار (-/۴۰۰۰) روپے فی تولہ مبلغ اڑتالیس ہزار (۴۸۰۰۰) روپے ہے اس کے علاوہ جو رقم از جی۔پی فنڈ۔ گریجویٹی۔ کیموٹیشن وغیرہ حاصل ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اس کے علاوہ اگر اور کوئی جائیداد بناؤں گی تو اس کی اطلاع بھی دفتر بہشتی مقبرہ کو دونگی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد
سید عبد الماجد رضوی نئی بستی اسلام آباد — سیدہ صالحہ بیگم — سید وسیم سیفی بیہاڑہ اسلام آباد کشمیر

وصیت نمبر ۱۵۰۵۸:- میں سید عبد الماجد رضوی ولد مکرم سید یوسف شاہ صاحب مرحوم قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن نئی بستی اسلام آباد ڈاکخانہ اسلام آباد ضلع اننت ناگ صوبہ جموں کشمیر۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۶-۱۱-۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میری ماہوار تنخواہ -/۸۴۰۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی خاکسار وصیت کرتا ہے اس کے علاوہ اگر میری کوئی آمد ہوگی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ بطور حصہ آمد ادا کرونگا۔

والد صاحب مرحوم کا مکان ہے جو کہ اسلام آباد اننت ناگ میں واقع ہے اس میں سے خاکسار کو میرا حصہ ملنا ہے جب مجھے اس میں سے حصہ مل جائیگا تو اس کا حصہ جائیداد ادا کر دونگا۔ قادیان میں ۵۰ مرلہ زمین بھی میرے نام ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ جائیداد ادا کرنے کا ذمہ دار ہونگا۔ تخمینہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ بذریعہ کسی بھی شخص یا اشخاص سے کروائے۔

میری تنخواہ میں سے P.F اور لائف پالیسی بھی وضع ہو رہی ہے اس کا حساب ہونے پر جو بھی رقم ملے گی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرونگا۔ انشاءاللہ

اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد اپنی زندگی میں بناؤنگا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کردونگا۔ انشاءاللہ۔ اس پر بھی میری وصیت ہذا حاوی ہوگی۔ یہ میری وصیت ۹۶-۱۱-۱۵ سے لاگو ہوگی۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
مظفر اقبال چیمہ قادیان — سید عبد الماجد رضوی — عبد الوکیل نیاز قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۵۹:- میں سیدہ مبارکہ بیگم زوجہ مکرم سید عبد الماجد صاحب رضوی قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن نئی بستی اسلام آباد ڈاکخانہ اسلام آباد ضلع اننت ناگ صوبہ جموں کشمیر۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۶-۱۱-۱۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ میری گذر اوقات کے اخراجات میرے خاوند کے ذمہ ہیں۔ اور میرے خاوند کی ماہوار تنخواہ -/۸۴۰۰ روپے ہے اور وہ بھی خدا کے فضل سے موصی ہیں۔

خاکسارہ کے خورونوش پر تقریباً -/۱۰۰۰ روپے ماہوار کا اندازہ خرچ ہے اس لئے خاکسار اس پر ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو کہ ۹۶-۱۱-۱۵ سے لاگو ہوگی۔

جائیداد کے طور پر ۱۲ تولہ سونا زیورات میرے پاس ہے۔ گھڑی قیمتی -/۸۰۰ روپے بھی ہے آبائی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملا ہے۔

اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں گی تو دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دونگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد
سید عبد الماجد رضوی نئی بستی اسلام آباد — سیدہ مبارکہ — محمد کلیم خان مبلغ کلکتہ

نماز جنازہ

۹۸-۱۰-۲ بعد نماز عصر حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ لندن میں پڑھائی۔

جنازہ حاضر: مکرم محمد اشرف صاحب ابن ڈاکٹر عبد الکریم (مرحوم) سابق امیر جماعت ملتان لندن میں مورخہ ۹۸-۱۰-۱ کو رحلت فرماگئے۔

جنازہ غائب:- ۱- حضرت میاں جان محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمودہ آباد سندھ
۲- مکرم سید عبد اللہ شاہ صاحب (والد ندیم پاشا صاحب ھنسلو) شیخوپورہ
۳- مکرم چوہدری علیم الدین صاحب امیر ضلع اسلام آباد
۴- مکرم ثاقب داؤد صاحب ابن مکرم داؤد احمد کاہلوں صدر انصار اللہ جرمنی ہمبرگ ڈیوٹی کرنے کیلئے گھر سے جا رہے تھے کہ کار کے حادثہ میں وفات پاگئے۔

بقیہ صفحہ ۹

گردن مبارک

آپ کی گردن مبارک متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم ﷺ کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ، حجامت، حنا، مسواک، روغن اور خوشبو، کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر فرمایا کرتے تھے مگر بانکے بنے رہنا آپ کی شان سے بہت دور تھا۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Dist Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-20757
FAX:(091) 01872-20105

Vol - 48 Thursday, 11/18th March 1999 Issue No : 10/11

سیکرٹریان واقفین نو توجہ فرمائیں

اکثر سیکرٹریان وقفِ نو مبلغین و معلمین کرام کی طرف سے واقفین نو کے متعلق سہ ماہی رپورٹ دفتر شعبہ وقف نو بھارت میں موصول نہیں ہورہی اعلان ہذا کے ذریعہ تمام سیکرٹریان وقف نو کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ واقفین نو کی سہ ماہی رپورٹ شعبہ وقف نو کو باقاعدگی سے بھجوائیں۔ آپ کی آمدہ رپورٹیں مکرم وکیل صاحب وقفِ نو ربوہ اور مکرم انچارج صاحب وقف نو لندن کو ارسال کی جاتی ہیں۔

(نیشنل سیکرٹری وقف نو بھارت)

نمایاں کامیابی

خاکسارہ کی سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ سعید آنسہ اظہر النساء بیگم نے Kamla Nehru Poly Technic College Hyd. سے Diploma in Architec Ture میں فرسٹ ڈویژن میں Distinction کے ساتھ اوّل پوزیشن حاصل کی ہے اور کالج ہذا کی طرف سے انہیں Gold Medel عطا ہوا ہے۔ موصوفہ ڈاکٹر میر احمد سعید صاحب مرحوم (خلف حضرت مولوی میر محمد سعید صاحبؓ مرحوم حیدر آباد) کی نواسی ہیں۔ احباب کرام سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے موصوفہ کو مزید دینی اور دنیاوی انعامات سے نوازتے ہوئے خدمات سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اعانت بدر-/111۔

(محمدی بیگم اہلیہ محمد سلیمان صاحب ممبئی)

جلسہ پیشگوئی مسیح موعودؑ

قادیان ۶/مارچ آج بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں ایک خصوصی جلسہ زیر صدارت مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر منعقد ہوا۔ مکرم عبد الکریم صاحب ملکانہ استاد تعلیم الاسلام ہائی سکول نے تلاوت کی اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ نے خوش الحانی سے نظم سنائی ازاں بعد مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بابت پنڈت لیکھرام پشاوری کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے پیشگوئی کے پورا ہونے کے تفصیلی حالات و واقعات دلچسپ انداز سے بیان فرمائے۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

THE FIRST ISLAMIC SATELLITE CHANNEL

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

AUDIO FREQUENCY		
URDU	:	6.50
ENGLISH	:	7.02
ARABIC	:	7.20
BENGALI	:	7.38
FRENCH	:	7.56
DUTCH	:	7.74
TURKISH	:	8.10

SATELLITE : INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER : C Band
POSITION : 57* East
POLARITY : Left Hand Circular
DISH SIZE : Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY : 4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY : 6.50 Mhz
E Mail : mta @ bitinternet . com

☆...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیوپیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔

☆...... جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لنڈن۔ انٹر نیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیوپیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلافِ قانون ہے۔

NAZARAT NASHRO - ISSHAT
MTA QADIAN Mohalla Ahmadiyya Qadian -143516
Ph: 01872-20749 Fa x : 01872 - 20105

MTA International , P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

☎: SHOWROOM: 27-2185. 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893

ڈیزائننگ و کمپوزنگ کرشن احمد، مصباح الدین